

تحفة النبلاء فی جماعة النساء

علامہ عبدالحی فرنگی محلی رحمہ اللہ

العلم — کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تختہ از طرف
جناب صاحب کوٹلی شریف
دریا علی پورہ پری۔ — اذار قسمیر
سید علی احمد

15/9/11

علامہ عبدالحی فرنگی محلی رحمہ اللہ

کے رسالہ لطیفہ

تحفۃ النبلاء فی

جماعۃ النساء

کا اردو ترجمہ

العلم — کراچی

Marfat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی علیہ الرحمۃ

مختصر حالات

مولانا محمود احمد قادری نے اپنے تذکرہ علمائے اہل سنت میں آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا۔

ابوالحسنات کنیت، بمقام باندہ ذوقعدہ ۱۲۶۳ھ میں ولادت ہوئی گیارہ برس کی عمر میں حافظ قرآن مجید اور سترہ برس میں علوم متعارفہ کی والد بزرگوار مولانا عبدالحلیم قدس سرہ سے تحصیل کر کے فارغ ہوئے۔ دو بار حرمین معظمین کی حاضری و زیارت سے شاد کام ہوئے پہلی مرتبہ ۱۲۷۹ھ اور دوسری بار ۱۲۹۶ھ میں۔ آپ کو شیخ الاسلام سید احمد دحلان مکی قدس سرہ سے سند حدیث حاصل تھی۔ ایک عالم آپ کے فیضان علم سے مستفید ہوا۔ درجنوں علوم و فنون کی کتابیں تصنیف کیں۔ نواب صدیق حسن بھوپالی کی غیر مقلدیت کی تردید میں رسالے تصنیف کئے۔ ۳۸ برس کی مختصر عمر میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی، حضرت مولانا سید عین القضاۃ

لکھنؤی وغیرہ جیسے بڑے بڑے نامور علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ۱۶۔
 ربیع الاول ۱۳۰۴ھ بروز دو شنبہ آپ کا وصال ہوا۔ قبر باغ مولانا انوار میں
 پختہ بنی ہوئی ہے۔ راقم حالات نے ۹/ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ موافق ۱۳/جون
 ۱۹۷۰ء بروز شنبہ ۱۲ بج کر پانچ منٹ پر آپ کے مرقد پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کا
 شرف حاصل کیا۔ یہ مصرعہ تاریخ رحلت ہے۔

شد فرنگی محل ز علم تہی (۱۳۰۴ھ)

تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ ۱۴۴

مزید معلومات کے لئے مقدمہ النافع الکبیر شرح الجامع الصغیر، مقدمہ
 عمدة الدراية فی حل شرح الوقایہ، التعليق المجد علی موطاء محمد اور نزہۃ الخواطر
 وغیرہ کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ تعالیٰ کے لئے سب تعریفیں ہیں جس نے ہمیں ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ اگر وہ ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت نہ فرماتا تو ہم از خود کبھی ہدایت نہ پاسکتے۔ اس پاک ذات نے علمائے کرام کو انبیائے عظام کا وارث بنایا اور انہیں مزید فضیلت سے نوازا۔ ان کے درجات بلند فرمائے ان کے اجر کو کئی گنا فرمایا اور اجرِ جزیل کے ساتھ انہیں فضیلت بخشی۔ امت میں ہر صدی کے سرے پر مجدد (۱) مبعوث فرمانے کا اپنے نبی سے وعدہ فرمایا جو واضح انداز کے ساتھ حق کو حق کر دکھائے گا اور باطل کو باطل۔ وہ ذات پاک ہے اس کی شان کتنی عظیم ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کا کوئی مقابل نہیں۔ اس کی نظیر محال ہے۔

درود و سلام عرض کرتا ہوں اس پاک ذات کے رسول پر جو بنی آدم کے سردار اور کائنات کا فخر ہیں اور ان کا اسم گرامی ”محمدؐ“ ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پیروکاروں کے لئے ہدایت کے رستے واضح فرمائے۔ انہیں گمراہی کی راہوں سے بچایا۔ آپ خلقِ عظیم اور فضلِ جمیل کے مالک ہیں۔ درود و سلام آپ کی آلِ پاک، آپ کے صحابہ کرام نیز بڑے ثواب کے دن یعنی قیامت تک کے ہونے والے ان لوگوں پر ہو جو نیکی کے ساتھ ان کی

پیروی کرتے رہیں گے۔

حمد و صلوة کے بعد اپنے طاقتور پروردگار کے عفو کا اُمیدوار ابوالحسنات محمد عَبْدُالحی لکھنوی انصاری عرض گزار ہے اللہ تعالیٰ اس کے جلی و خفی گناہوں سے درگزر فرمائے کہ یہ رسالہ لطیفہ اور عجالہ شریفہ ہے جس کا نام ”تحفة النبلاء فی جماعۃ النساء“ ہے۔ اسے میں نے تالیف کیا ہے جب میرے ہم نشین علمائے کرام کے درمیان پانچ فرض اور دیگر نمازوں میں صرف عورتوں کی جماعت کا ذکر ہوا میں اپنے رب کے فضل و کرم سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اسے فضلاء کی نظروں میں مقبول بنا دے گا۔ میں نے اسے چند ابواب پر ترتیب دیا ہے، جو مقاصد پر مشتمل ہیں۔

باب اوّل

اس باب میں وہ احادیث (۲) و آثار درج ہیں جن سے فرضی اور نفلی نمازوں میں صرف عورتوں کی جماعت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امامت کی حالت میں ان کی امام کے کھڑا ہونے کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔

سنن (۳) ابی داؤد میں ہے۔

حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ ثنا وکیع بن الجراح ثنا الولید بن عبداللہ بن جمیع حدثنی جدتی وعبدالرحمن بن خلاد الانصاری عن ام ورقہ بنت نوفل ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما غزا بدرا قالت قلت یا رسول اللہ ائذن لی فی الغزو معک امرض مرضاکم لعل اللہ یرزقنی شہادۃ قال قری فی بیتک فان اللہ عزوجل یرزقک الشہادۃ قال فکانت تسمی الشہیدۃ قال وکانت قد قرأت القرآن فاستأذنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تتخذ فی دارنا مودنا فاذن لها قال وکانت دبرت غلاما لها وجاریۃ فقاما الیہا باللیل فغما بقطیفۃ لها حتی ماتت وذهبا فاصبح عمر رضی اللہ عنہ فقام

فی الناس فقال من كان عنده من هذين علم
او من رآهما فليجئنی بهما فامر بهما فصولاً
فکانا اول مصلوب فی المدینہ (۴)

(ترجمہ : حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم
نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ بدر کے لئے روانہ ہونے
لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے ہمراہ جنگ میں جانے کی
اجازت عطا فرمائیے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جانے
والے لشکر میں بیمار افراد کی تیمارداری کروں گی شاید اللہ تعالیٰ مجھے
شہادت نصیب فرمادے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد
فرمایا تم اپنے گھر میں ٹھہری رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا
(اس پر) ان کا نام شہیدہ پڑ گیا۔ وہ قرآن مجید پڑھی ہوئی تھیں۔ انہوں
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے گھر میں ایک مؤذن رکھنے
کی اجازت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت
مرحمت فرمادی۔ ایک غلام اور ایک لونڈی کو انہوں نے مدبر بنا رکھا
تھا۔ وہ رات کو اٹھے آپ ہی کی چادر سے آپ کا گلا گھونٹ دیا یہاں
تک آپ کی روح پرواز کر گئی اور خود بھاگ گئے۔ صبح کو حضرت فاروق
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں اعلان فرمایا جس کے پاس ان
دونوں کے بارے میں کوئی اطلاع ہو یا جس نے انہیں دیکھا ہو وہ انہیں
پکڑ کر میرے پاس لے آئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو
سولی دینے کا حکم دیا۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی پر
چڑھائے جانے والے تھے۔

اسی میں ہے۔

اخرج عن الحسن بن حماد الحضرمي ثنا
 محمد بن الفضيل عن الوليد بن جميع عن
 عبدالرحمن ابن خلاد عن ام ورقة بنت
 عبدالله بن الحارث بهذا قال وكان رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم يزورها في بيتها
 وجعل لها موزنا يوزن لها وامرها ان توم اهل
 دارها قال عبدالرحمن فانا رايت موزنها
 شيخا كبيرا (۵)

(ترجمہ : اس کا مضمون بھی پہلی روایت کی مانند ہے (لیکن اس میں یہ
 اضافہ ہے کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس ان کے گھر
 رونق افروز ہو کر ان سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے ان کے لئے ایک موزن مقرر فرما رکھا تھا جو ان کے لئے
 اذان پڑھتا تھا حضرت عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے ان
 کے موزن کو دیکھا ہے وہ بہت بوڑھے تھے)۔

حضرت شیخ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاستیعاب (۶) فی
 اخبار الاصحاب میں لکھا ہے کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت
 عبداللہ بن حارث بن عویمر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔
 بعض علماء نے فرمایا وہ نوفل کی لخت جگر تھیں۔ اپنی کنیت سے مشہور تھیں۔
 آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نسب کے بارے میں تاریخ دانوں میں اختلاف
 ہے۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو شہیدہ کہا کرتے
 تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوہ بدر کو روانہ ہونے لگے تو انہوں

نے عرض کی مجھے اپنے ہمراہ جانے کی اجازت دیجئے میں زخمیوں کا علاج کروں گی بیماروں کی تیمارداری کروں گی شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرما دے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں شہادت فرما دی ہے تم اپنے گھر میں ہی رہو تم شہیدہ ہو۔ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں حکم دے رکھا تھا کہ اپنے اہل خانہ کی امامت کرائیں۔ ان کا ایک مؤذن بھی تھا۔ آپ اپنے اہل خانہ کی امامت کراتی رہیں یہاں تک کہ آپ کے ایک غلام اور لونڈی نے آپ کا گلا گھونٹ دیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو مدبر بنا رکھا تھا۔ انہوں نے آپ کو خلافت فاروقی کے زمانہ میں شہید کر دیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے قتل کی اطلاع ہوئی تو آپ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ ام ورقہ کا گلا ان کے غلام اور لونڈی نے دبا کر ہلاک کر دیا ہے۔ وہ دونوں مفرور ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو تلاش کرنے کا حکم دیا وہ دونوں پکڑے گئے اور آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ آپ نے انہیں سولی پر چڑھا دیا۔ وہ دونوں مدینہ منورہ میں اسلامی دور کے پہلے سولی پر چڑھائے جانے والے تھے۔ حضرت فاروق اعظم فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سچ فرمایا کرتے تھے جب آپ یوں فرماتے ہمارے ساتھ چلو شہیدہ سے ملاقات کو چلیں۔

کتاب اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (۷) میں حضرت امام

ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبد اللہ بن حارث بن عویمر کی

بٹی تھیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ان کے والد کا نام نوفل تھا۔ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور تھیں۔ آپ کے نسب میں اختلاف ہے۔

اخبرنا عبدالوہاب الصوفی باسنادہ عن ابی
داود نا عثمان بن شیبۃ نا وکیع انا الولید بن
عبدالله بن جمیع حدثنی جدتی
وعبدالرحمن بن خلاد الانصاری عن ام ورقۃ
بنت نوفل ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم لما غزا بدرا الحدیث انتھی

(اوپر مذکور حدیث اول کی سند، نیز متن کا حوالہ)

حضرت حافظ ابن حجر نے تلخیص الجبیر فی تخریج احادیث شرح الرافعی
الکبیر (۸) میں حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درج بالا حدیث ذکر کر کے
فرمایا۔ ”اس حدیث کو ابو داؤد، دار قطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ام ورقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں روایت کیا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم لما غزا بدرا (اوپر ذکر کردہ حدیث اول) اس حدیث میں یوں بھی
ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے اہل خانہ کی امامت کا
حکم دیا اور اسی میں (آپ کی شہادت کا) قصہ ہے اور یوں بھی ہے کہ آپ کو
شہیدہ کہا جاتا تھا۔ اس کی سند میں عبدالرحمن بن خلاد رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ
مجهول الحال (۹) ہیں۔“

حضرت امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے البنایہ (۱۰) شرح الہدایہ
میں تحریر فرمایا:

وقوله مع النساء فی حدیث ام ورقۃ مقالا

اشارة الى مقاله المنذرى فى مختصره لسنن
ابى داود ان فى سنده الوليد بن جميع وفيه
مقال ولا يضره ذلك فان مسلما اخرج له
وكفى هذا فى عدالته وثقته فان قلت قد قال
ابن بطلال فى كتابه الوليد بن جميع
وعبدالرحمن بن خلاد لا يعرف حالهما قلت
ذكرهما ابن حبان فى الثقات فالحديث اذا
صحیح۔

(ترجمہ : صاحب الدرايہ کا یہ فرمانا کہ حدیث ام ورقہ میں گفتگو ہے۔
اس میں امام المنذری رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی جانب اشارہ ہے
جو انہوں نے سنن ابی داؤد کے اپنے مختصر (۱۱) میں فرمایا ہے کہ اس
حدیث کی سند میں الولید بن جمیع ہیں جن کے بارے میں علمائے گفتگو کی
ہے، (صاحب الدرايہ نے امام منذری کے حوالہ سے جو اعتراض نقل کیا
ہے خود) اس میں گفتگو ہے ان کے اعتراض سے حدیث کی صحت کو کچھ
نقصان نہیں ہے کیونکہ امام مسلم نے ان (الولید بن جمیع) سے روایت
کی ہے اس راوی کی عدالت اور ثقاہت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اگر
تم کہو کہ ابن بطلال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا کہ الولید بن جمیع
اور عبد الرحمن بن خلاد کا حال معلوم نہیں ہے۔ اس کے جواب میں،
میں کہتا ہوں حضرت امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کا ذکر
ثقات میں فرمایا ہے۔ اب تو یہ حدیث صحیح ٹھہری)۔

امام ابو عبد اللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ نے المستدرک (۱۲) میں لکھا۔
اخبرنا ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن

الصفاء ثنا احمد بن يونس الضبي ثنا
عبدالله بن داود الخريبنی ثنا الوليد بن
جميع عن ليلى بنت مالك وعبدالرحمن بن
خالد الانصاري عن ام ورقة الانصارية ان رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يقول
انطلقوا بنا الى الشهيدة فنزورها وامر ان
يوزن لها (۱۳) وتقام وتوم اهل دارها في الفرائض
قد احتج مسلم بالوليد بن جميع وهذه سنة
غريبة لا اعرف في الباب حديثا مسندا غير
هذا-

(ترجمہ : حضرت ام ورقہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ چلو
شہیدہ سے ملاقات کر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دے
رکھا تھا کہ ان کے لئے اذان و اقامت کہی جائے اور فرض نمازوں میں
اپنے اہل خانہ کی امامت کیا کریں)۔

ولید بن جمیع رحمۃ اللہ علیہ سے امام مسلم نے احتجاج فرمایا ہے یہ
ایک غریب سنت ہے اس بارے میں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور مسند
حدیث نہیں ہے۔

وقد روينا عن عائشة انها كانت توزن وتقيم
وتوم النساء (۱۳)

(ترجمہ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اذان و اقامت کہتیں
اور عورتوں کی امامت فرمایا کرتی تھیں)۔

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا
احمد بن عبد الجبار العطاردی ثنا عبد الله
بن ادريس عن لیث عن عطاء عن عائشة انها
كانت تؤذن وتقيم وتوم النساء وتقوم
وسطهن (۱۵)

(ترجمہ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ
آپ اذان و اقامت کہا کرتی تھیں عورتوں کی امامت کرایا کرتیں اور ان
کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں)۔

حضرت امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار (۱۶) میں تحریر
فرمایا۔

اخبرنا ابو حنیفہ قال ثنا حماد عن ابراهیم
عن عائشة ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ
عنہا انها كانت توم النساء فی شهر رمضان
فتقوم وسطا

(ترجمہ : ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رمضان
المبارک کے ماہ مقدس میں امامت کراتیں اور عورتوں (کی صف) کے
درمیان کھڑی ہوتیں)۔

(روایت حدیث کے بعد) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

لا یعجبنا ان توم المرأة فان فعلت قامت فی
وسط الصف مع النساء كما فعلت عائشة
رضی اللہ تعالیٰ عنہا وهو قول ابی حنیفہ
رحمہ اللہ تعالیٰ۔ کتاب الآثار مع شرح الخوار ۱۶۴

(ترجمہ : ہمیں اچھا نہیں لگتا کہ عورت امامت کرائے اگر ■ ایسا کرے تو عورتوں کے ساتھ صف کے درمیان میں کھڑی ہو جیسا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا، امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے)۔

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے الکامل (۱۷) اور امام ابو الشیخ اصہبانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاذان (۱۸) میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمایا۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس علی النساء اذان ولا اقامة ولا جمعة ولا اغتسال ولا تقدمهن امرأة ولكن تقوم وسطهن
(ترجمہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عورتوں کے ذمہ اذان، اقامت، جمعہ اور غسل نہیں ہے۔ عورت (ان کی امامت کراتے ہوئے) ان کے آگے کھڑی نہ ہو لیکن ان کے درمیان کھڑی ہو)۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے البنایہ (۱۹) میں لکھا۔

قلت فی سندہ الحاکم بن عبد اللہ قال ابن معین لیس بثقة ولا مامون وعن البخاری ترکوه وعن النسائی متروک الحدیث، وکان ابن المبارک یوہنہ وانکر ابن التجوزی هذا الحدیث فی کتابہ والتحقیق اذ لاتعرف مرفوعا انما هو شیئی یروی عن الحسن

البصری و ابراہیم النخعی۔

(ترجمہ : اس حدیث کی سند میں حاکم بن عبد اللہ ہیں۔ امام ابنِ معین نے ان کے متعلق فرمایا : ثقہ اور مامون نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ علماء نے انہیں ترک فرما دیا ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ وہ متروک الحدیث ہیں۔ حضرت امام ابنِ مبارک اسے کمزور قرار دیتے ہیں۔ علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اس حدیث کا انکار کیا ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہونے کے اعتبار سے غیر معروف ہے یہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔)

امام عبد الرزاق (۲۰) رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے المصنف اور ان کی سند سے امام (۲۱) دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور امام (۲۲) بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حازم سے انہوں نے رابطہ (۲۳) حنفیہ سے اور انہوں نے حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرمایا۔

انہا امتھن فقامت بینھن فی صلوة مکتوبہ
(ترجمہ : آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی فرض نماز میں امامت فرمائی اور ان کے درمیان کھڑی ہوئیں)۔

امام ابنِ ابی (۲۴) شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے بعد امام (۲۵) حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء کے واسطے سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

انہا کانت توم النساء فتقوم وسطھن فی

الصف

(ترجمہ : آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کی امامت کرایا کرتی تھیں اور صف میں ان کے درمیان کھڑی ہوا کرتی تھیں)۔

حضرت امام (۲۶) شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام (۲۷) ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام (۲۸) عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمایا۔

حدثنا سفيان بن عيينة عن عمار الذهني عن امرأة من قومه اسمها جحيـره قالت امتنا ام سلمة قائمة وسط النساء

(ترجمہ : حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مستورات کی امامت کی اور ان کے درمیان کھڑی ہوئیں)۔

حضرت امام عبد الرزاق (۲۹) رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل الفاظ سے اس حدیث کو روایت فرمایا۔

امتنا ام سلمة في صلاة العصر قامت بيننا
(ترجمہ : ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز عصر میں ہماری امامت فرمائی، آپ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں)۔

آپ (امام عبد الرزاق) رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے اس حدیث کو امام (۳۰) دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ (۳۱) رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ کے واسطے سے حضرت ام الحسن رحمۃ اللہ علیہا سے روایت فرمایا۔

انها رأت ام سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم توم النساء تقوم معهن في صفهن

(ترجمہ : انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ ان کے ساتھ ان کی صف میں کھڑی (ہو کر نماز پڑھا رہی) تھیں۔)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التلخیص (۳۲) میں اسی طرح لکھا

ہے۔

امام عبد الرزاق (۳۳) رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

عن ابراهيم بن محمد عن داود بن الحصين
عن عكرمة عن ابن عباس قال توم المرأة
النساء تقوم في وسطهن۔

(ترجمہ : عورت عورتوں کی امامت کرائے اور ان کے درمیان کھڑی ہو۔)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے المستدرک (۳۴) میں روایت کی۔

عن عبد الله بن ادريس عن عطاء عن عائشة
انها كانت تودن وتقيم وتوم النساء فتقوم
وسطهن

(ترجمہ : حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ اذان و اقامت پڑھا کرتیں (۳۵) اور عورتوں کی امامت فرمایا کرتیں تو ان کے درمیان کھڑی ہوتیں۔)

علامہ بدر الدین عینی (۳۶) رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح ذکر فرمایا۔

باب ثانی

اس مسئلہ کے بارے میں اختلاف مذاہب
نیز بعض احناف کے مسلک کا جائزہ

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت جائز
ہے یا ناجائز۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مُسْتَحَب قرار دیا ہے امام اوزاعی
رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی
قول ہے، امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مذہب بھی یہی نقل کیا ہے۔ ★
امام ابو ثور، امام (۳۷) مزنی اور امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہم کا
مذہب شاذ ہے کہ انہوں نے عورتوں کی امامت کو مطلق جائز قرار دیا ہے۔ ان
کے مقتدی مرد ہوں یا عورتیں۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا نماز فرض اور نماز نفل میں عورت کسی کی امامت نہ کرائے۔
علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے البنائیہ (۳۸) میں اسی طرح ذکر فرمایا
ہے۔

ہمارے اصحاب (احناف) کا مشہور مذہب یہ ہے کہ صرف عورتوں کی

جماعت مکروہ ہے۔ ہمارے اصحاب احناف کی کثیر فقہی کتب میں یہی مذکور ہے۔ انہوں نے اس کراہت کی مختلف وجوہات ذکر فرمائی ہیں اور درج بالا احادیث مبارکہ کے جوابات ارشاد فرمائے ہیں جو غیر شافی ہیں۔

اب ہم ان کی مشہور کتب سے کچھ عبارات نقل کرتے ہیں زائد بعد ان کے دلائل اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات درج کریں گے۔ (۳۹)
 علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں لکھا ہے۔

وجماعة النساء ای وکره جماعة النساء لانها
 لا تخلو عن ارتكاب محرم وهو قيام الامام
 وسط الصف فيكره كالعراة كذا في الهداية
 وهو بدل على انها كراهة تحريم لان التقدم
 واجب على الامام للمواظبة من النبي صلى
 الله عليه وسلم عليه وترك الواجب موجب
 لكراهة التحريم المقتضية للائم (۴۰)

(ترجمہ ۱) صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ وہ حرام کے ارتکاب سے خالی نہیں ہوتی اور وہ (حرام فعل) امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا ہے لہذا جس طرح ننگے افراد کی جماعت مکروہ ہے یہ بھی مکروہ ہے۔ ہدایہ میں اسی طرح ہے۔ یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ اس میں کراہت تحریمی ہے۔ کیونکہ امام کا صف کے آگے کھڑا ہونا واجب ہے بدین سبب کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر مواظبت فرمائی ہے اور واجب کے ترک سے کراہت تحریمی لازم آتی ہے اور کراہت

تحری سے گناہ)۔

(پھر فرمایا)۔

فان فعلن يقف الامام وسطهن كالعراة (۳۱) لان عائشة رضی اللہ عنہا فعلت كذلك وحمل فعلها الجماعة على ابتداء الاسلام ولان في التقدم زيادة الكشف (۳۲)

(ترجمہ : اگر صرف عورتیں جماعت کا اہتمام کریں تو ان کی امام ان کے درمیان (صف میں) کھڑی ہو۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ آپ کے اس فعل کو ابتدائے اسلام پر محمول کیا گیا ہے۔ نیز ان کے امام کے آگے کھڑا ہونے میں زیادہ بے ستری ہے)۔

رمز الحقائق شرح کنز الدقائق تالیف امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ

میں ہے۔

وكره ايضا جماعة النساء لانها لا تخلو عن نوع حرام فان فعلن يعنى فان اردن يصلين جماعة تقف الامام منهن وسطهن تحرزا عن زيادة الكشف كالعراة فانهم اذا صلو الجماعة يقف الامام وسطهم (۳۳)

(ترجمہ : عورتوں کی جماعت بھی مکروہ ہے کیونکہ وہ حرام کی نوع سے خالی نہیں ہوتی اگر وہ ایسا کریں یعنی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا ارادہ کریں تو بے ستری سے بچنے کے لئے ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو۔ جس طرح کہ ننگے افراد نماز پڑھتے ہیں کیونکہ جب وہ

جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں ان کا امام، اسی علت کے باعث جو ہم نے بیان کر دی، درمیان میں کھڑا ہوتا ہے۔
مجمع الانہر شرح ملتقى الاخرین ہے۔

وَكَذَا يَكْرَهُ جَمَاعَةُ النِّسَاءِ لَانِهْ يَلْزِمُهُنْ اِحْدَ الْمَحْظُورِيْنَ اَمَّا قِيَامُ الْاِمَامِ وَسَطُهُنْ اَوْ تَقْدِمُهُ وَهُمَا مَكْرُوْهُانِ فِى حَقِّهِنَّ كِرَاهَةُ تَحْرِيمِ الْاِىْ فِى صَلَوةِ الْجَنَازَةِ فَانْهَآ لَا تَكْرَهُ فِىْهَا لِاِنْهَآ فَرِيْضَةٌ فَلَا تَتْرَكُ بِالْمَحْظُورِ فَاِنْ فَعَلْنَ اِىْ صَلَيْنَ بِجَمَاعَةٍ وَارْتَكَبْنَ الْكِرَاهَةَ يَقِفُ الْاِمَامُ وَسَطُهُنْ لَانِ عَائِشَةَ فَعَلَتْ كَذَلِكَ حِيْنَ كَانَتْ جَمَاعَتُهُنْ مُسْتَحْبَةً ثُمَّ نَسَخَ الْاِسْتِحْبَابَ (۴۴)
(ترجمہ : اسی طرح عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ اس سے دو ناجائز کاموں میں سے ایک ضرور لازم آتا ہے یا تو ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہوگی یا ان سے آگے کھڑی ہوگی اور یہ دونوں صورتیں ان کے حق میں مکروہ تحریمی ہیں۔ ہاں نماز جنازہ میں یہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ وہ فرض ہے لہذا اسے کراہت کے باعث ترک نہ کیا جائے گا۔ اگر وہ ایسا کریں یعنی جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں اور کراہت کا ارتکاب کریں تو ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا تھا جب ان کی جماعت مُسْتَحَب تھی پھر اس کا استحباب منسوخ ہو گیا۔)

السرارج (۴۵) میں ہے۔

انما ارشد الى التوسط لانه اقل كراهة من

التقدم لكن لابد ان يتقدم عقبها من عقب
من خلفها ليصح الاقتداء حتى لو تاخر لم
يصح-

(ترجمہ : (مستورات کی امام کو) درمیان میں کھڑا ہونے کا حکم دیا کیونکہ
اس صورت میں آگے کھڑے ہونے کی نسبت تھوڑی کراہت ہے لیکن
اس صورت میں ضروری ہے کہ اس کی ایڑیاں اس کی مقتدی عورتوں
کی ایڑیوں سے آگے ہوں تاکہ اقتداء درست ہو سکے اگر امام کی ایڑیاں
پیچھے ہوں گی تو اقتداء ہی درست نہ ہوگی)۔

امام فخر الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے تبیین الحقائق شرح
کنز الدقائق میں تحریر فرمایا۔

وجماعة النساء ای کره جماعة النساء
وحدھن لقوله عليه الصلاة والسلام صلاة
المرأة في بينها افضل من صلاتها في
حجرتها وصلاتها في مخدعها افضل من
صلاتها في بيتها ولانه يلزمهن احد
المحظورين اما قيام الامام وسط الصف وهو
مكروه او تقدم الامام وهو ايضا مكروه في
حقهن فصرن كالعراة لم يشرع في حقهن
الجماعة اصلا ولهذا لم يشرع لهن الاذان وهو
دعاء الى الجماعة ولولا كراهية جماعتهن
لشرع فان فعلن يقف الامام وسطهن كالعراة
لان عائشة رضي الله عنها فعلت كذلك

حين كانت جماعتهن مستحبة ثم نسخ الاستحباب ولانها ممنوعة عن البروز ولا سيما في الصلاة ولهذا كان صلاتها في بيتها افضل وتنخفض في سجودها ولا تجافي بطنها عن فخذيهما وفي تقديم امامتهن زيادة البروز فيكره (۳۶)

(ترجمہ ۱) صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے عورت کا اپنے کمرے میں نماز ادا کرنا اپنے گھر میں ادا کرنے سے بہتر ہے اور پچھلے کمرے میں نماز ادا کرنا پہلے کمرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے (۳۷) جماعت کی صورت میں دو ناجائز کاموں میں سے ایک ضرور لازم آتا ہے یا تو امام کا صف کے درمیان میں کھڑا ہونا اور یہ مکروہ ہے یا ان کی امام کا صف سے آگے کھڑا ہونا یہ صورت بھی ان کے لئے مکروہ ہے تو ان کا حکم ننگے افراد کی جماعت کا ہو گیا۔ ان کے لئے جماعت جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے لئے اذان کہنا بھی ناجائز ہے حالانکہ وہ جماعت کے لئے بلاوا ہے۔ اگر ان کی جماعت مکروہ نہ ہوتی تو ان کے لئے اذان کہنا بھی درست ہوتی۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کی امام ننگے افراد کی طرح جماعت کرانے کے وقت درمیان میں کھڑی ہو۔ کیوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا جبکہ ان کے لئے جماعت مستحب تھی۔ پھر یہ استحباب منسوخ ہو گیا۔ اور چونکہ ان کو بے پردگی سے بالخصوص دوران نماز روکا گیا ہے اسی لئے ان کے لئے اپنے گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ نیز وہ سجدہ میں زمین کی جانب جھک جائے گی اپنے رانوں سے

پیٹ کو الگ نہ رکھے گی۔ ان کی امام کو آگے کھڑا کرنے میں زیادہ بے پروگی ہے۔ اس لئے یہ بھی مکروہ ہے۔
المجتبیٰ (۳۸) شرح مختصر قدوری للراہدی میں ہے۔

يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ أَنْ يَصْلِينَ وَحَدَّهِنَّ جَمَاعَةً فَإِنْ
فَعَلْنَ وَقَفَ الْإِمَامُ وَسَطَهُنَّ كَالْعُرَاةِ وَقَالَ
الشَّافِعِيُّ يَسْتَحِبُّ كَالرَّجُلِ لِحَدِيثٍ رَابِطَةٌ أَنْ
عَائِشَةَ أَمَتْنَا فَقَامَتْ وَسَطَنَا وَلَنَا أَنْ
جَمَاعَتَهُنَّ لَوْ كَانَتْ مَشْرُوعَةً فَكُرِهَ تَرْكُهَا
وَلِشَاعِ كَشْيُوعِ جَمَاعَةِ الرِّجَالِ وَحَدِيثِ رَابِطَةٍ
كَانَ فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ وَوُقُوفِ الْإِمَامِ وَسَطَهُنَّ
أَسْتَرَلَهُنَّ فَكَانَ أَوَّلَى-

(ترجمہ : صرف عورتوں کا جماعت سے نماز ادا کرنا مکروہ ہے اگر وہ ایسا کریں تو ننگے افراد کے امام کی مانند ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا مردوں کی جماعت کی مانند مُسْتَحَبَّ ہے۔ ان کی دلیل حضرت رابطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث مبارک ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہماری امامت کرائی اور وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر ان کی جماعت جائز ہوتی تو اس کا ترک مکروہ ہوتا اور ان کی جماعت بھی اتنی ہی عام ہوتی جتنی کہ مردوں کی جماعت ہوتی ہے۔ حضرت رابطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کا تعلق ابتداء اسلام سے ہے عورتوں کی امام کا ان کے درمیان کھڑا ہونا زیادہ پردہ کا باعث ہے۔ لہذا یہ صورت بہتر ہے۔)

مختصر القدوری کی شرح جامع المفہرات (۴۹) میں ہے۔

فان فعلن وقف الامام وسطهن لان عائشة فعلت كذلك وحمل فعلها الجماعة على ابتداء الاسلام ولان في التقدم زيادة الكشف۔
(ترجمہ : اگر وہ جماعت کرائیں تو ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا تھا آپ کے جماعت کرانے کے عمل کو ابتداء اسلام پر محمول کیا گیا ہے۔ نیز امام کے آگے کھڑے ہونے میں زیادہ بے پردگی ہے)۔

النہر الفائق شرح کنز الدقائق (۵۰) میں ہے۔

وكره ايضا تحريما جماعة النساء للزوم احد المكروهين اعنى قيام الامام وسط الصف او تقدمه ولا فرق في ذلك بين الفرائض وغيرها كالتراويح الا في صلاة الجنازة و دل كلامه على انها صحيحة اذا الكراهة لاتنافي الصحة قال في السراج الا اذا استخلفها الامام وكان خلفه رجال ونساء حيث تفسد صلاة الكل اما الرجال فظاهر واما النساء فلانهن دخلن في تحريمة كاملة

(ترجمہ : صرف عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ دو کراہتوں میں سے ایک ضرور لازم آتی ہے یعنی امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا یا اس کا آگے کھڑا ہونا۔ فرائض اور غیر فرائض میں اس حکم کراہت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں نماز جنازہ مستثنیٰ ہے مصنف علیہ الرحمۃ کا کلام

میں اس امر پر دلالت ہے کہ ان کی جماعت صحیح ہے (یعنی فرض کی ادائیگی ہو جاتی ہے) کیونکہ کراہت صحت کے منافی نہیں ہے۔ السراج الوہاج میں فرمایا مگر اس صورت میں عورت کی امامت درست نہ ہوگی جبکہ امام نے کسی عورت کو خلیفہ بنایا جبکہ اس کی اقتداء میں مرد اور عورتیں نماز ادا کر رہے ہوں اس صورت میں تمام کی نماز فاسد ہو جائے گی مردوں کی نماز کا فاسد ہونا تو ظاہر ہے عورتوں کی نماز اس لئے فاسد ہوگی کہ انہوں نے کامل طور پر نماز شروع کی تھی۔ (اب عورت کی امامت سے اس میں نقص آگیا ہے)۔

منح الغفار شرح تنویر الابصار (۵۱) میں ہے۔

وجماعة النساء في غير صلاة الجنازة لانها
لا تخلو عن ارتكاب محرم وهو قيام الامام
وسط الصف فيكره كالعراة كذا في الهداية
هو يدل على انها كراهة التحريم المقتضية
للائم

(ترجمہ : نماز جنازہ کے علاوہ باقی نمازوں میں صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ ان کی جماعت حرام فعل سے خالی نہیں۔ ان کی امام صف کے درمیان کھڑی ہوگی جیسا کہ ننگے افراد کا امام درمیان صف کھڑا ہوتا ہے یہ مکروہ ہے ہدایہ میں ایسے ہی ہے یہ امر اس پر دال ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے جس کے ارتکاب سے گناہ لازم آتا ہے)۔

ہدایہ (۵۲) میں ہے۔

يكره للنساء ان يصلين وحدهن الجماعة
لانهما لا تخلو عن ارتكاب المحرم وهو قيام

الامام وسط الصف فيكره كالعراة وان فعلن قامت الامام وسطهن لان عائشة فعلت كذلك وحمل فعلها الجماعة على ابتداء الاسلام ولان في التقدم زيادة الكشف-

(ترجمہ : صرف عورتوں کو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ حرام کے ارتکاب سے خالی نہیں ہوتی اور وہ امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا ہے لہذا ننگے افراد کی جماعت کی مانند مکروہ ہوگی اور اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں ان کی امام درمیان میں کھڑی ہو کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جماعت کرانے کو ابتدائے اسلام پر محمول کیا گیا ہے اور اس کے آگے کھڑا ہونے میں زیادہ بے پردگی ہے)۔

درج بالا عبارات اور ان کی مانند دیگر عبارات، جو فقہائے احناف کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف عورتوں کی جماعت پر مکروہ اور غیر مشروع ہونے کا جو حکم صادر فرمایا ہے اس کی مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں۔

(ہم ان کے بیان کردہ اسباب و وجوہات کراہت کا چند فصلوں میں جائزہ لیتے ہیں)

فصل اوّل

دلیل کراہت :

بہت سے علمائے کرام نے فرمایا کہ صرف عورتوں کی جماعت میں دو ناجائز کاموں میں سے ایک کا ارتکاب لازم آتا ہے یا تو امام (۵۳) اپنی مقتدی عورتوں سے آگے کھڑی ہوگی یا ان کے درمیان کھڑی ہوگی یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں پہلی صورت اس لئے کہ اس میں زیادہ بے پردگی لازم آتی ہے جبکہ مستورات کو پردہ کا حکم ہے حالت نماز میں اس کی تاکید زیادہ ہے۔ دوسری صورت میں کراہت کا باعث یہ ہے کہ امام پر صف سے آگے کھڑا ہونا واجب ہے کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر مواظبت فرمائی ہے۔

اس دلیل پر کئی طریقوں سے کلام ہے۔

پہلا جواب :

نماز جنازہ میں ان کی امامت مکروہ نہیں ہے نیز دو حرام فعلوں میں سے ایک کے ارتکاب کے باوجود عدم کراہت کا حکم باقی رہنا درست نہیں ہے۔ امام اکمل الدین الباری رحمۃ اللہ علیہ نے العنایہ (۵۴) حاشیہ الہدایہ میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔

پھر اس اشکال کا جواب امام باری (۵۵) رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا

ہے۔

عام نمازوں میں ان کے لئے ترک جماعت کا اس لئے ہے کہ سنت اور کراہت دونوں جمع ہوتی ہیں۔ لہذا کراہت کی وجہ سے سنت کو ترک کر دیا گیا، لیکن نماز جنازہ میں فرض اور کراہت جمع ہوتے ہیں۔ کیونکہ عورتیں نماز جنازہ اگر باجماعت ادا کریں ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہوگی وہ ایک فرض کو ادا کر لیں گی کیونکہ نماز جنازہ فرض ہے، اگرچہ انہوں نے مکروہ کا ارتکاب کر لیا۔ بصورت دیگر اگر وہ اکیلی اکیلی نماز جنازہ ادا کریں گی مکروہ تو ترک ہو جائے گا لیکن اس صورت میں کچھ عورتوں سے فرض ساقط ہو جائے گا یہ بھی ممکن ہے کہ (الگ الگ یک بارگی نماز پڑھنے کی صورت میں) ان میں سے ایک عورت باقی عورتوں سے پہلے نماز جنازہ سے فارغ ہو جائے۔

میں کہتا ہوں کہ حاشیہ نگاروں اور شرح نویسوں کی ایک جماعت نے اسی طرح ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ امام کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر (۵۶) میں لکھا۔

واعلم ان جماعتھن لاتکرہ فی صلاة الجنازة
لأنها فريضة وتركه التقدم مكروه فدار الامر
بين فعل المكروه بفعل الفرض او تركه الفرض
لتركه فوجب الاول بخلاف جماعتھن فی
غيرها ولوصلين فرادی فقد تسبق احدهن
فتكون صلاة الباقيات نفلا والتفيل بها
مكروه فيكون فراغ تلك موجبا مفساد
الفريضة لصلاة الباقيات۔

(ترجمہ ۱) صرف عورتوں کی جماعت نماز جنازہ میں مکروہ نہیں۔ کیونکہ نماز جنازہ فرض ہے۔ اور امام کا آگے کھڑا نہ ہونا مکروہ ہے۔ اب اس معاملہ کی صورتیں ہو سکتی ہیں مکروہ کا ارتکاب کر کے فرض سے سبکدوشی حاصل کی جائے یا مکروہ کو ترک کرنے کے لئے فرض کو بھی چھوڑ دیا جائے پہلی صورت واجب ہے۔ نماز جنازہ کا مسئلہ ان کی دوسری نمازوں کی جماعت سے مختلف ہے اور اگر ہر عورت الگ الگ نماز جنازہ پڑھنا شروع کرے تو ممکن ہے کہ ان میں ایک دوسری عورتوں سے پہلے ادا کرے اس طرح باقی عورتوں کی نماز جنازہ نفل ٹھہرے گی۔ اور نماز جنازہ کو بطور نفل پڑھنا مکروہ ہے تو اس ایک کے نماز سے فارغ ہونے سے دوسری عورتوں کی نماز کی فرضیت ختم ہو جائے گی۔

امام زین الدین ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے البحر الرائق (۵۷) شرح کنز الدقائق میں لکھا۔

واستثنی الشارحون جماعتہن فی صلاة
الجنازة فانہا لاتکرہ لانہا فريضة وترک
التقدم مکروہ فدار الامر بين فعل المکروہ
لفعل الفرض او ترک الفرض لترکہ فوجب
الاول

(ترجمہ : شارحین نے عورتوں کی نماز جنازہ کی جماعت کا استثناء فرمایا ہے کہ یہ مکروہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نماز فرض ہے اور امام کا آگے کھڑا نہ ہونا مکروہ ہے۔ معاملہ دو صورتوں میں گردش کرنے لگایا تو فرض کی ادائیگی کے لئے مکروہ فعل کا ارتکاب کر لیا جائے اور یا مکروہ فعل کے ترک کرنے کی خاطر فرض کو خیر باد کہہ دیا جائے اندریں حالات

پہلی صورت واجب ٹھہری۔

حضرت امام موطاوی (۵۸) رحمۃ اللہ علیہ نے مراقی الفلاح کے حواشی میں فرمایا۔

لا تکرہ جماعتہن فیہا لانہا لم تشرع مکررة
فلوانفردت تفوتہن ولو امت المرأة فی صلاة
الجنابة رجالا لاتعاد لسقوط الفرض بصلاتہا
(ترجمہ : نماز جنازہ میں عورتوں کی جماعت مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس
نماز میں تکرار نہیں ہے۔ اگر ایک عورت پڑھ لے باقی عورتوں سے ■
نماز رہ جائے گی اور اگر نماز جنازہ میں مردوں کی امامت عورت کرائے تو
دوبارہ ادا نہیں کی جائے گی کیونکہ عورت کے پڑھنے سے اس کی
فرضیت ساقط ہو گئی)۔

(درج بالا تین فقہائے کرام کی کتابوں کے حوالے آپ نے ملاحظہ
کئے) اسی طرح دیگر کتب میں بھی ہے لیکن زیرک انسانوں پر اس کی خامیاں
پوشیدہ نہیں ہیں۔

پہلی خامی :

حضرت علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار (۵۹) علی
الدرالمختار میں اوپر درج شدہ فتح القدیر کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا۔

ومفادہ ان جماعتہن فی ضلابة الجنابة واجبة
حيث لم يكن غيرهن ولعل وجهه الاحتراز
عن فساد فرضية الباقيات اذا سبقت احداهن
وفيه ان الرجال لو صلوا منفردين يلزم فيها

مثل ذلك فيلزم عليه وجوب جماعتهم فيها
مع ان المصرح به ان الجماعة فيها غير
واجبة۔

(ترجمہ : اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عورتوں کے سوا کوئی اور موجود نہ
ہو تو ان کے لئے جماعت سے نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے۔ شاید اس حکم
کی وجہ یہ ہے کہ انفرادی طور پر عورتوں کی نماز جنازہ کی صورت میں
جب ان میں سے ایک نماز سے فارغ ہو جائے تو باقی عورتوں کی نماز کی
فرضیت کو باطل ہونے سے بچایا جائے۔ لیکن اس صورت میں یہ
اعتراض ہو سکتا ہے کہ صرف مردوں کے اکیلے اکیلے نماز جنازہ ادا کرنے
کی صورت میں بھی اسی طرح لازم آتا ہے۔ لہذا مردوں پر بھی نماز
جنازہ کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا واجب ہونا چاہئے۔ حالانکہ اس امر کی
تصریح کی گئی ہے نماز جنازہ میں جماعت واجب نہیں ہے)۔

دوسری خامی :

اس اشکال کا حل ہے وہ یوں کہ اس امر پر اتفاق ہے کہ نماز جنازہ
میں جماعت واجب نہیں ہے جیسا کہ علمائے کرام نے اس کی تصریح فرمائی
ہے، نیز اس بات کی بھی صراحت فرمادی ہے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے
ایک آدمی کے پڑھ لینے سے سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اگر
کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب پر فرض ہے یعنی ہر شخص پر اس کی ادائیگی فرض
ہے۔ اگر جنازہ آگیا اور وہاں کوئی مرد نہ ہو تو دو ناجائز امور میں سے ایک کے
ارتکاب کے ساتھ عورتوں کی جماعت ضروری نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے

کہ سب عورتیں انفرادی طور پر (بغیر جماعت کے) نماز جنازہ پڑھیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو ان میں سے بعض کی نماز نفل ٹھہرے جبکہ ان میں سے کوئی عورت پہلے نماز سے فارغ ہو جائے۔ بلکہ ایسی صورت میں ایک عورت کا انفرادی طور پر نماز ادا کرنا کافی ہے۔ اس طرح سب عورتوں سے فرض ساقط ہو جائے گا اور انہیں کسی ناجائز امر کا ارتکاب بھی نہیں کرنا پڑے گا۔

خلاصہ یہ کہ (قائلین کراہت نے مقام دلیل میں جو کہ فرمایا کہ) نماز جنازہ کی صورت میں دو ناجائز کاموں میں سے ایک کا ارتکاب لازم آتا ہے ان کی یہ دلیل ابتداء سے اب تک ٹوٹی ہوئی ہے۔ ان کا یہ کہنا بھی بے فائدہ ہے کہ فرض کی ادائیگی کے لئے ناجائز کام کا ارتکاب جائز ہے۔ کیونکہ (عورتوں کی) وہ جماعت جس سے یہ (ناجائز کام) لازم آتا ہے سرے سے فرض ہی نہیں فرض تو صرف نماز جنازہ ہے (نہ کہ اس کا جماعت ادا کرنا) اور وہ بھی فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں ہے۔ اور نفس فرض کی ادائیگی کسی ناجائز کام کے ارتکاب پر موقوف نہیں ہے۔ لہذا قائلین کراہت علمائے عظام کا یہ ارشاد دارالامر بین الفعل المکروه لفعل الفرض او ترک الفرض فوجب الاول (صرف عورتوں کی نماز جنازہ کی جماعت کی حالت میں صرف دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو فرض کی ادائیگی کے لئے فعل مکروہ کا ارتکاب کر لیا جائے یعنی عورتوں کی امام کو صف کے درمیان کھڑا کر لیا جائے یا فرض ہی کو ترک کر دیا جائے لہذا پہلی صورت واجب ہے) سرے سے درست ہی نہیں، کیونکہ ترک فرض لازم آئے بغیر مکروہ کو ترک کرنا ممکن ہے (یعنی اندریں حالت ایک تیسری صورت بھی ہے جس کو اپنا کر فرض سے سبکدوشی ہو سکتی

ہے اور مکروہ کا ارتکاب بھی لازم نہیں آتا) کہ صرف ایک عورت انفرادی طور پر نماز جنازہ ادا کرے اس طرح سے سب عورتوں سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ یہ دلیل اس صورت میں درست ہوتی جب نماز جنازہ کی جماعت فرض ہوتی یا فرض عین ہوتی۔ جب ایسی صورت نہیں تو دلیل بھی تام نہیں ہے۔

دوسرا جواب :

صاحب العنایہ امام اکمل الدین الباری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔
ان التعلیل بزيادة الكشف غير صحيح لبقاء
الحکم بدونها فان المرأة لو بست ثوبا حشوا
من قرنھا الى قدمھا وامت النساء خاصة
ولا رجل ثمه فانه لاكشف هناك اصلا فضلا
عن الزيادة (۶۰)

(ترجمہ : جماعت نساء کی کراہت کی دلیل میں یہ کہنا کہ اس میں زیادہ بے ستری ہوتی ہے درست نہیں۔ کیونکہ یہ حکم کراہت زیادت کشف (بے ستری کے زیادہ ہونے) کی صورت میں باقی رہتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت سر کی چوٹی سے لے کر قدم تک زائد کپڑا پہن کر صرف عورتوں کی امامت کرائے جبکہ اس جگہ کوئی مرد نہ ہو زیادہ بے پردگی کی بات تو برطرف وہاں بالکل بے پردگی نہ ہوگی)۔

پھر خود ہی اس کا جواب ارشاد فرمایا۔

ان ذلك نادر لاحکم له علی ان ترک التقدّم
ثابت بالسنة والتعلیل لا یضاحها (۶۱)

(ترجمہ : ایسا ہونا) کہ عورت سر تا قدم زائد کپڑا پہن لے اور ایسی جگہ

امامت کرائے جہاں کوئی مرد نہ ہو) نادر ہے اور نادر صورت پر حکم نہیں ہے علاوہ بریں عورتوں کی امام کا آگے کھڑا نہ ہونا سنت سے ثابت ہے اور یہ علت تو اس کی وضاحت کے لئے ہے۔

میں کہتا ہوں یہ جواب بے فائدہ ہے کیونکہ فقہائے کرام کے ظاہر کلام میں عورت امام کے اپنی مقتدی عورتوں سے آگے کھڑے ہونے کی صورت میں یہ حکم لگایا گیا ہے کہ اس سے بے پردگی بلکہ بے پردگی کی زیادتی لازم آتی ہے اور یہ حکم باطل ہے کیونکہ آگے کھڑی (ہو کر امامت کرائے والی) عورت اگر سر کی چوٹی سے قدم تک کپڑا پہنے ہوئے ہو تو ایسی صورت میں بے پردگی کی زیادتی تو کجا بے پردگی سرے سے ہی نہ ہوگی اور یہ صورت نادر بھی نہیں ہے۔

علامہ بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا رد فرمایا ہے انہوں نے صاحب العنایہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد فرمایا۔

لانسلم انه نادر لان المرأة شأنها التستر في كل الاحوال لاسيما في الصلوة خصوصا اذا امت فانها تحترز عن انكشاف شي من اعضائها غاية الاحتراز فح لا يوجد الكشف اصلا فضلا عن زيادته وقوله على ان ترك التقديم الى آخره فيه نظر لا نه لم يبين السنة التي دلت على ترك التقديم (۶۲)

(ترجمہ : ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ صورت نادر ہے کیونکہ عورت کی حالت ہر حال میں یاپردہ رہنا ہے بالخصوص نماز میں۔ اس سے بھی

زیادہ پردہ کا خیال کرتی ہے جبکہ امامت کرا رہی ہو کیوں وہ اپنے جسم کے کسی حصہ کی بے پردگی سے شدید احتراز کرتی ہے ایسی صورت میں بے پردگی تو بالکل نہ ہوگی زیادہ بے پردگی تو دور کی بات ہے۔ نیز صاحب العنایہ کا یہ فرمانا کہ آگے کھڑا نہ ہونا سنت سے ثابت ہے محل نظر ہے کیونکہ انہوں نے وہ سنت تو بیان نہیں فرمائی جو آگے کھڑا ہونے کے ترک پر دلالت کرتی ہے۔

تیسرا جواب :

یہ جواب دوسرے جواب کے قریب قریب ہے اور عرصہ دراز سے میرے دل میں کھٹک رہا ہے کہ عورتوں کی امام کا آگے کھڑا ہونا صرف اس صورت میں بے پردگی کا باعث ہوتا ہے جب اس نے پورے بدن کا ساتر لباس نہ پہنا ہوا ہو لہذا کیوں نہ حکم دیا کہ ان کی امام پردے کا پورا اہتمام کر کے آگے کھڑی ہو تاکہ ذو ناجائز کاموں میں سے کوئی ایک لازم نہ آئے نیز کراہت کا کوئی سبب نہ پایا جائے ★

چوتھا جواب :

یہ جواب بھی ایک عرصہ سے میرے دل میں ہے (کہ ہم پوچھتے ہیں بے پردگی سے کونسی بے پردگی مراد ہے) اگر اس سے مراد وہ بے پردگی ہے جس کو نماز اور بیرون نماز دونوں حالتوں میں ڈھانپنا واجب ہے تو صف کے آگے کھڑا ہونے سے تو لازم نہیں آتی اور اگر اس سے مراد ان اعضا کا ننگا ہونا ہے جن کا پردہ واجب نہیں تو ان کا بے پردہ ہونا نماز کے بھی منافی نہیں

چہ جائیکہ جماعت کی کراہت کا باعث ہو اور اس سے مراد اگر یہ ہے کہ عورت جب آگے کھڑی ہوگی تو دوسری مستورات سے جدا ہو جائے گی اور دیکھنے والوں کو ان کے درمیان ممتاز نظر آئے گی تو یہ ایسا معاملہ ہے جس کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں علاوہ بریں اگر عورت تنہا نماز ادا کر رہی ہو تو اس صورت میں بھی یہ لازم آتا ہے۔

اگر کوئی شخص یوں کہے کہ عورت کو چاہئے کہ خوب باپردہ رہے بالخصوص نماز کی حالت میں جو کہ رب تعالیٰ سے مناجات کی حالت ہوتی ہے اور عورت کا صف سے آگے کھڑا ہونا اس حالت کو ختم کر دیتا ہے جیسا کہ صاحب النہایہ نے فرمایا۔

ان قيل يجوز للمرأة التقدم بلا كشف العورة
لبس الثوب من الفرق الى القدم قلنا يجب
على المرأة ان تكون على استر الاحوال لا
سيما في الصلوة ولا شك ان التوسط فيه
النستر اكثر من التقدم (۶۳) انتہی ملخصاً۔

(ترجمہ ۱) اگر کوئی کہے کہ عورت (امام) کو بے پردگی کے بغیر صف سے آگے کھڑا ہونا جائز ہے جبکہ سر سے پاؤں تک کپڑے پہنے ہوئے ہو تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ عورت پر خوب باپردہ حالت میں رہنا واجب ہے بالخصوص حالت نماز میں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ درمیان میں کھڑا ہونے کی صورت میں آگے کھڑا ہونے کی نسبت پردہ زیادہ ہوتا ہے۔

صاحب النہایہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا حضرت احمد بن یحییٰ بن

محمد بن سعد التفتازانی معروف بہ شیخ الاسلام ابروی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الوقایہ کے حواشی میں رد فرمایا ہے۔ ان کے الفاظ یوں ہیں۔

اقول لا يتفاوت النظر الى العورة بان يكون الناظر مقتديا لصاحب العورة او لا فيجب ان لايجوز صلوة المرأة وحدها قدام امرأة اخرى وبالجمله بمجرد انه يجب على المرأة ان تكون على استر الاحوال لا يظهر القول بحرمة تقدمها في الثوب الساتر من الراس الى القدم سيما في غيره الصلوة (۶۳)

(ترجمہ : میں کہتا ہوں مقام ستر پر نظر پڑنے میں دیکھنے والے کا صاحب ستر کے مقتدی ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (یعنی دونوں صورتوں میں مقام ستر پر نظر پڑ سکتی ہے دیکھنے والا صاحب ستر کی اقتداء میں ہو یا نہ ہو) تو اندریں حالات یہ حکم ضروری ہوگا کہ یک عورت کی نماز دوسری عورت کے آگے درست نہیں ہوتی (حالانکہ ایسا حکم نہیں ہے) خلاصہ یہ کہ یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ عورت کو خوب باپردہ رہنا واجب ہے یہ حکم ثابت نہیں ہوتا کہ عورت کو سر سے لے کر قدم تک پردہ کرنے والا کپڑا پہن کر صف کے آگے بالخصوص بحالت غیر نماز، کھڑا ہونا حرام ہے۔)

علاوہ ازیں ہم پوچھتے ہیں کہ عورت کے خوب باپردہ ہونے کے وجوب سے کیا مراد ہے۔ اگر کہا جائے اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے تمام مقامات ستر ڈھانپنا ہے تو یہ حکم تو ہر وقت اس پر واجب ہے صرف آگے کھڑا

ہونا اس کا منافی نہیں۔ اور اگر کہا جائے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنا تمام بدن ڈھانپے رہے تو یہ واجب ہی نہیں نہ حالت نماز میں نہ حالت غیر نماز میں اس بارے میں آخری بات یہ ہو سکتی ہے کہ ایسا کرنا (تمام بدن کو ڈھانپنا) افضل ہے اور آگے کھڑا ہونا اس کے منافی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ آگے کھڑا ہونا مکروہ ہو۔ (۶۵)

پانچواں جواب :

یہ جواب حضرت امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ صاحب الہدایہ نے لکھا۔

لأنها لا تخلو عن ارتكاب محرم وهو قيام

الامام وسط الصف (۶۶) الخ

(ترجمہ : عورت کی امامت حرام کے ارتکاب کے بغیر نہیں ہو سکتی اور وہ یہ ہے کہ ان کی امام صف کے درمیان کھڑی ہو۔ الخ)۔

اس پر حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

كيف يكون قيام الامام وسطهن محرما وقد

فعلته عائشة وام سلمة وروى عن ابن عباس

على ما ذكرنا۔ (۶۷)

(ترجمہ : عورتوں کی امام کا درمیان صف کھڑا ہونا کیسے حرام ہو سکتا ہے

جبکہ اس کا ارتکاب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہما سے یہ مروی ہے جیسا ہم پہلے درج کر چکے ہیں)۔

چھٹا جواب :

اسے بھی حضرت امام عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے۔ ان کا ارشاد ہے۔

لقائل ان يقول ارتكاب المحرم فيه في حق الرجال دون النساء اذ لو كان مطلقا لما كان يجوز الصلوة به (۶۸)

(ترجمہ : کوئی شخص یوں کہہ سکتا ہے کہ امام کے درمیان صف کھڑا ہونے کی صورت میں ارتکاب حرام مردوں کے حق میں ہوتا ہے عورتوں کے حق میں نہیں۔ کیونکہ اگر یہ مطلقاً حرام ہوتا تو اس فعل کے ارتکاب کے ساتھ نماز بھی درست نہ ہوتی)۔

ساتواں جواب :

ان علمائے کرام کا امام کے لئے درمیان صف کھڑا ہونے کو حرام کہنے اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرمانا کہ ”اگر عورتیں باجماعت نماز ادا کریں تو ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو“ کے درمیان تناقض ہے کیونکہ اگر یہ فعل حرام ہے تو اس کا کرنا بھی کبھی کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

اس بات کا جواب حضرت امام عینی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا ہے۔

المراد بالحرمة (ايضا هنا اللغوي وهو) (۶۹)
المنع على وجه الكراهة لا يمنع ذلك الجواز
مع الكراهة (۷۰)

(ترجمہ : حرمت سے مراد اس کا لغوی معنی یعنی بوجہ کراہت روکنا ہے

اور یہ کراہت سمیت جواز کو مانع نہیں ہے۔

آٹھواں جواب ۱

یہ میرے دل میں آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ امام کا درمیان صف کھڑا ہونا اگرچہ حرمت یا کراہت کی بناء پر ممنوع ہے لیکن یہ ممانعت صرف اس صورت میں ہے جب امام کے پیچھے تین یا اس سے زائد مقتدی ہوں۔ اگر امام کی اقتداء صرف دو آدمی کر رہے ہوں تو پھر ممانعت نہیں ہے۔
الہدایہ میں ہے۔

وان ام اثنین تقدم عليهما وعن ابى يوسف
رحمه الله يتوسطهما ونقل ذلك عن
عبدالله بن مسعود رضى الله عنه ولنا انه
صلى الله عليه وآله وسلم تقدم على انس
واليتيم حين صلى بهما فهذا دليل الافضيلة
والاثر دليل الاباحة (۷۱)

(ترجمہ ۱ امام اگر دو آدمیوں کی امامت کرائے تو ان سے آگے کھڑا ہو۔
حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ ان دونوں کے
درمیان کھڑا ہو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی
منقول ہے۔ (۷۲) ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یتیم بچے سے آگے قیام فرمایا
جب آپ نے ان کی امامت کرائی یہ حدیث افضلیت کی دلیل ہے اور
پچھلی حدیث جواز کی دلیل ہے۔)

اس سے معلوم ہوا دو کی امامت کراتے ہوئے امام کو ان کے

درمیان کھڑا ہونا حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسنون ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مباح ہے۔ افضل (۷۳) آگے کھڑا ہونا ہے۔

جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو ہم کہتے ہیں وہ حد جس سے عورت کی امامت کی کراہت لازم آتی ہے۔ تین یا اس سے زیادہ مستورات کا مقتدی ہونا ہے کیونکہ اس صورت میں عدم جواز لازم آئے گا اور وہ امام کا درمیان میں کھڑا ہونا ہے۔ ان کی جماعت کی مطلقاً کراہت تو لازم نہیں آتی اور نہ ہی اس صورت میں کراہت لازم آتی ہے جب کوئی عورت دو عورتوں کی درمیان میں کھڑی ہو کر امامت کر رہی ہو کیونکہ یہ تو ناجائز نہیں بالخصوص حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق کہ ان کے نزدیک تو مرد کو بھی اندریں صورت درمیان میں کھڑا ہونا افضل ہے۔

نواں جواب :

ان فقہائے کرام نے امام کے درمیان صف کھڑا ہونے کی کراہت کا استدلال حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مواظبت سے کیا ہے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صف سے آگے کھڑے ہوا کرتے تھے) اور جس امر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو وہ واجب یا سنت ہوتا ہے اس کا ترک کرنا مکروہ یا حرام ہوتا ہے۔ ان کا یہ استدلال بھی خدشہ سے خالی نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مواظبت سے صرف مردوں کے لئے صف سے آگے کھڑا ہونے کا حکم ثابت ہوتا ہے نہ کہ مستورات کے لئے۔ اور کتنے ہی ایسے احکام ہیں جن میں

عورتوں کا حکم مردوں سے مختلف ہے۔ اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایسا کوئی امر ثابت نہیں جس سے وہ حکم عورتوں کے حق میں ناجائز ٹھہرتا ہو۔ علاوہ بریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس کا خلاف ثابت ہے۔ یہ جواب میرے دل میں آیا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

اس درج بالا ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ ان بزرگواروں نے مستورات کی جماعت کی کراہت کی جو دلیل ارشاد فرمائی کہ ان کی جماعت سے دو ناجائز کاموں میں سے ایک ضرور لازم آتا ہے یا تو ان کی امام صف سے آگے کھڑی ہوگی یا درمیان میں کھڑی ہوگی، یہ دلیل خالی از خدشہ نہیں ہے۔ کیوں کہ ۱

- (۱) آگے کھڑا ہونے کا عدم (۷۴) جواز ہمیں تسلیم نہیں ہے۔
- (۲) بے پردگی جو ناجائز ہے آگے کھڑا ہونے سے لازم نہیں آتی۔
- (۳) مطلقاً درمیان صف میں کھڑا ہونے کی کراہت کا قول مسلم نہیں، بالخصوص مستورات کے حق میں۔
- (۴) نماز جنازہ میں ان کی جماعت کا جواز ان کی اس دلیل کا ناقض ہے (کہ اس جماعت میں ان دو ناجائز کاموں میں سے ایک کا ارتکاب ان کی امام کو کرنا پڑے گا)۔

فصل ثانی

دلیل کراہت :

علامہ اتقانی رحمۃ اللہ علیہ نے غایۃ البیان میں لکھا۔

عند الشافعی يستحب جماعة النساء لنا
انها لو كانت مستحبة لبينها النبي صلى
الله عليه وآله وسلم فيكون جماعتهم بدعة
فيكره (۷۵)

(ترجمہ : امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورتوں کا باجماعت نماز ادا
کرنا مُسْتَحَب ہے (اس کے جواب میں) ہماری دلیل یہ ہے اگر یہ مُسْتَحَب
ہوتی تو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ضرور اس کی وضاحت فرما دیتے
چونکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے بیان نہیں فرمایا لہذا یہ
جماعت بدعت ہے اس لئے مکروہ ہے۔)

جواب :

البنایہ میں حضرت امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دلیل کا
ان لفظوں سے رد فرمایا۔

قلت قول الشافعی هو قول الاوزاعي والشوری
واحمد رحمهم الله وحكاہ ابن المنذر عن
عائشة وام سلمة رضي الله عنهما فاذا كان

كذلك فكيف تكون جماعتهن بدعة
والبدعة اسم لاحداث امر لم يكن في زمان
رسول الله عليه السلام وقد روى ابوداود في
سننه في باب امامة النساء من حديث ام
ورقة (بنت) (٤٦) عبدالله بن الحارث بن نوفل
وفيه (كانت) (٤٧) قد قرأت القرآن فاستأذنت
النبي عليه السلام ان تتخذ في دارها مؤذنا
فاذن لها) وامرهما ان توم اهل دارهما (٤٨)

(ترجمہ : میں کہتا ہوں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی مانند ہی
امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل
رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت
عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب بھی یہ
بیان فرمایا ہے۔ لہذا ان کی جماعت بدعت کیسے ٹھہری حالاں کہ بدعت
ایسے نئے کام جاری کرنے کو کہتے ہیں جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا۔ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
سنن کے باب امامت النساء میں حضرت ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث
بن نوفل سے روایت کی ہے کہ آپ قرآن مجید پڑھی ہوئی تھیں انہوں
نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے گھر مؤذن رکھنے کی
اجازت طلب کی آپ نے انہیں اجازت دے دی اور انہیں اپنے اہل
خانہ کی امامت کا حکم دیا)۔

میں کہتا ہوں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام میں علامہ اتقانی
رحمۃ اللہ علیہ پر کئی اعتراضات مندرج ہیں۔

(۱) علامہ اتقانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ملازمہ ذکر فرمایا۔ ”اگر جماعتِ نساء مُسْتَحَبّ ہوتی تو نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ضرور اسے بیان فرماتے۔“ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا اس ملازمہ کا لازم موجود ہے اور اس کے موجود ہونے کی شہادت حدیث ابو داؤد ہے۔

(۲) علامہ اتقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا کہ جماعتِ مستورات بدعت ہے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا کہ یہ قول مردود ہے اور اس کی تردید کے لئے ابو داؤد کی حدیث شہادت دے رہی ہے۔

(۳) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مستورات کی امامت فرمائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کا حکم اور طریقہ بیان کیا ہے۔ تو یہ کس طرح بدعت قرار پا سکتی ہے۔ کیونکہ جو عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا یا اس کا حکم دیا یا اس پر رضامندی کا اظہار فرمایا وہ بدعت نہیں ہوتا۔

(۴) علامہ اتقانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس ملازمہ کا ذکر فرمایا (یعنی اگر جماعتِ نساء مُسْتَحَبّ ہوتی تو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے ضرور بیان فرماتے) ہم اس ملازمہ (جو کہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے) کے تالی (جزائیہ حصہ) کے بارے میں پوچھتے ہیں اگر اس بیان سے مراد صراحت کے ساتھ اس جزئی کا بیان ہے تو یہ ملازمہ ہی ممنوع ہے کیونکہ نبی پاک صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر مستحباتِ شرعیہ کے تمام جزئیات کو الگ الگ انفرادی بیان کے ساتھ واضح فرمانا لازم نہ تھا کیونکہ بہت سے ایسے امور ہیں جن پر

مُسْتَحَب ہونے کا حکم لگایا گیا ہے لیکن نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو انفرادی انداز پر بیان نہیں فرمایا اور اگر بیان سے مراد مطلق بیان ہے تو لازم (جماعتِ نساء کے استحباب کا حکم) موجود ہے۔ کیونکہ نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وہ ارشادات جو مطلقاً جماعت کی فضیلت اور استحباب کو واضح کرتے ہیں اور ان میں مردوں کی جماعت کی تخصیص نہیں ہے ایسے عمومی ارشادات مستورات کی جماعت کے استحباب کے ثابت کرنے کے لئے کفایت کرتے ہیں۔ بالخصوص (جبکہ یہ طے شدہ امر ہے) کہ شریعت مطہرہ کے احکام مردوں اور عورتوں کے لئے عام ہیں جب تک مستورات کی تخصیص کرنے والی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ یہ بات معلوم ہے کہ مستورات کی تخصیص کی نص جماعتِ نساء کے باب میں مفقود ہے۔

(۵) علامہ اتقانی رَحْمَۃُ اللہ علیہ کا یہ ارشاد کہ ”مستورات کی جماعت بدعت ہے۔“ اس کے بارے میں ہم پوچھتے ہیں کہ یا وہ اسے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عدم بیان کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کا استحباب واضح نہیں فرمایا اور یا یہ نتیجہ ہے اس حکم کا جو ان کے زعم میں ہے کہ جماعتِ نساء مُسْتَحَب نہیں ہے۔ یہ دونوں شقیں باطل ہیں پہلی صورت اس لئے باطل ہے کہ ہر وہ عمل جسے حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیان نہ فرمایا ہو بدعت نہیں ہے۔ اور دوسری شق اس لئے باطل ہے کہ ہر وہ عمل جو مُسْتَحَب نہ ہو وہ بدعت نہیں ہوتا۔

(۶) علامہ اتقانی رَحْمَۃُ اللہ علیہ کا یہ قول کہ ”جماعتِ نساء مکروہ ہے۔“ یہ حکم جماعتِ مستورات کو بدعت قرار دینے کا نتیجہ ہے۔ یہ بھی درست نہیں۔

کیونکہ ہر بدعت مکروہ نہیں ہوتی بہت سی ایسی بدعات ہیں جنہیں آنحضور
 شافع یوم الحشر والشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان نہیں فرمایا ان میں
 سے بعض مباح ہیں، بعض واجب ہیں اور کچھ مُستَحَبَّ ہیں۔ ہاں تمام
 بدعات شرعیہ (بدعات سیئہ) گمراہی ہیں اور جس مسئلہ میں ہم گفتگو کر رہے
 ہیں اس میں یہ بدعت مفقود ہے۔ اگر آپ کو بدعت کی تفصیلی بحث اور
 اس کی تحقیق مطلوب ہو تو میرے ان دور سالوں کی طرف رجوع کریں۔

(الف) اقامة الحجة على ان الاكثار في التعبد ليس ببدعة

(ب) التحقيق العجيب فيما يتعلق بالتشويب

فصل ثالث

دلیل کراہت :

صاحب الدرایہ حاشیہ الہدایۃ نے تحریر فرمایا۔

ان جماعتھن لوکانت مشروعة لزم ان یکرہ
ترکھا ولشاعت کماشاعت جماعة الرجال (۷۹)
(ترجمہ : مستورات کی جماعت اگر جائز ہوتی تو اس کا ترک لازمی طور پر
مکروہ قرار پاتا اور یہ اسی طرح عام ہوتی جس طرح کہ مردوں کی جماعت
عام ہوتی ہے)۔

اسی طرح یہ دلیل المجتبیٰ (۸۰) سے منقول ہو کر پہلے ذکر کی جا چکی

ہے۔

پہلا جواب :

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے : حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ
علیہ نے البنیایہ میں بدین الفاظ اس دلیل کی تردید فرمائی ہے۔

اما قوله لو كانت جماعتھن مشروعة کرہ
ترکھا فغیر سدید لانه لا یلزم من کون الشی
مشروعاً ان یکرہ ترکہ لان هذا لیس بکلی
فان المشروع اذا کان فرضاً یكون ترکہ حراماً
وان سنة یكون ترکہ مکروہاً وان ندباً یجوز

ترکہ ولایکرہ (۸۱)

(ترجمہ ۱) حضرت صاحب الدرایہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ اگر ان کی جماعت جائز ہوتی تو اس کا ترک کرنا مکروہ ہوتا مضبوط بات نہیں ہے۔ کیونکہ کسی فعل کے مشروع ہونے سے اس کا ترک مکروہ نہیں ہوتا اس لئے یہ حکم کلی نہیں ہے۔ مشروع کام جب فرض ہوگا تو اس کا ترک حرام ہوگا اگر سنت ہوگا تو اس کا ترک مکروہ ہوگا اور اگر وہ مستحب ہوگا تو اس کا چھوڑنا جائز ہوگا نہ کہ مکروہ۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس دلیل کراہت پر وارد ہونے والا پہلا اعتراض

ہے۔

دوسرا جواب :

حضرت صاحب الدرایہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مستورات کا جماعت کرنا مشروع ہوتا تو یہ بھی مردوں کی جماعت کی مانند عام مروج ہوتی۔ یہ دلیل بہت سے مستحبات بلکہ بعض واجبات سے باطل ہے کیونکہ ان کا رواج مردوں کی جماعت کی مانند نہیں ہے۔ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ جو عمل مردوں کی جماعت کی مانند عام طور پر رواج نہ پایا ہوا ہو وہ سرے سے جائز ہی نہ ٹھہرے۔

اگر کوئی کہے کہ مستورات کی جماعت اور مردوں کی جماعت جنس (جماعت ہونے) میں شریک ہیں ایک کا عام رواج پا جانا اور دوسرے کا عام مروج نہ ہونا دوسرے کے عدم جواز پر دلالت کرتا ہے جبکہ دوسرے مستحبات اس کے ساتھ جنس میں شریک نہیں تو ان کا مردوں کی جماعت کی مانند عام نہ

پایا جانا ہماری دلیل کو ضرر رساں نہیں ہے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں اس سے تو لازم آتا ہے کہ تمیز والے اور قریب البلوغ بچوں کی جماعت بھی ناجائز ہو کیونکہ اگر وہ مشروع ہوتی تو اس کا بھی اتنا ہی عام رواج ہوتا جتنا کہ بالغ مردوں کی جماعت کا رواج ہے۔ جب ان کی جماعت کا مردوں کی جماعت کی طرح عام رواج نہیں تو تمہارے قول کی رو سے وہ ناجائز ٹھہری کیونکہ دونوں جماعتیں جنس (جماعت ہونے) میں شریک ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق اس کے عدم جواز کا قائل کوئی بھی نہیں ہے۔

ہمارے درج بالا جواب پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بچے مردوں کے حکم میں ہوتے ہیں۔ لہذا مردوں کی جماعت کا عام رواج ہی بچوں کی جماعت کا رواج ہے۔ (ان کے لئے الگ تصریحی حکم کی ضرورت ہی نہیں)

اس کے رد میں ہم کہتے ہیں یہ دعویٰ غلط ہے کہ بچے تمام احکام میں مردوں کی مانند ہوتے ہیں۔ دیکھئے ان کی امامت درست نہیں نیز ان کی صف کا مردوں کی صف کے آگے ہونا مناسب نہیں ان کے علاوہ اور بھی احکام ہیں جن میں بچے مردوں سے مختلف ہوتے ہیں۔

اگر معترض ہمارے جواب میں یوں کہے کہ بچوں کا حکم مردوں کی مانند ہوتا ہے مگر جہاں تخصیص کی کوئی دلیل وارد ہو وہاں دونوں کا حکم جدا جدا ہو جائے گا۔

تو ہم یوں کہتے ہیں کہ عورتوں کا حکم بھی مردوں کے حکم کی مانند ہوتا ہے ہاں جس صورت میں کوئی دلیل وارد ہو جو دلالت کرے کہ عورتوں کا حکم

مردوں کے حکم سے مختلف ہے وہاں ان کا حکم مختلف ہوگا۔
 خلاصہ بحث یہ کہ مردوں کی جماعت کا عام مروج ہونا بچوں کی
 جماعت کے جواز کے حق میں کفایت نہیں کرتا۔ اگر کوئی اسے کافی قرار دے
 تو ہم کہیں گے کہ پھر مستورات کی جماعت کے جواز میں بھی کافی ہے۔

تیسرا جواب :

ہم اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتے کہ مستورات کی جماعت کے جواز
 کے لئے اس کا اتنا عام مروج ہونا ضروری ہے جتنا کہ مردوں کی جماعت کا عام
 رواج ہے مدعی کے لئے اپنے اس دعویٰ پر دلیل قائم کرنا ضروری ہے۔ بغیر
 دلیل کے یہ خود ساختہ غلط بات ہے۔

چوتھا جواب :

جماعت مردوں کے لئے سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے محقق علمائے
 ملت کا مختار قول یہی ہے اس پر ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
 ذال ہیں۔ نیز یہ مردوں کے حق میں شعار اسلام میں سے ہے۔ اسی لئے اس
 کا عام اور تام رواج ہے جبکہ مستورات کی جماعت کا یہ حکم نہیں ہے۔ ان
 کی جماعت نہ سنت مؤکدہ ہے اور نہ ہی واجب۔ اس جماعت کا عام رواج نہ
 ہونا اس کے سنت اور واجب نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے عدم
 استحباب اور عدم جواز پر دال نہیں ہے۔

پانچواں جواب :

نبی پاک صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سرایا برکات زمانہ اقدس میں مستورات کو مردوں کی جماعت اور مساجد میں ان کی اقتداء کی اجازت تھی۔ جمعہ اور عید کی نمازوں میں بھی ان کو مردوں کے ساتھ حاضر ہونے کی رخصت تھی۔ اس پر احادیث نبویہ دلالت کرتی ہیں جو احادیث کی کتابوں میں مروی ہیں۔ ان میں چند درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے۔

لَا تَمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ (۸۲)

(ترجمہ : اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو مساجد میں آنے سے مت روکو)۔

(۲) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع روایت ہے۔

لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَ کُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُیُوتَہُنَّ خَیْرَ لَّہُنَّ (۸۳)

(ترجمہ : اپنی عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو، ان کے گھر اُن کے لئے بہتر ہیں)۔

(۳) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِذْنُوا لِلنِّسَاءِ بِالْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ فَقَالَ ابْنُ لَهْ اَيُّ لَابْنِ عُمَرَ وَاللَّهِ لَا نَاذِنَ لَهُ فَيَتَخَذْنَهُ دَغْلًا وَاللَّهِ لَا نَاذِنَ لَهْنِ فَسَبَّه ابْنُ عُمَرَ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَقَالَ اَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ اِذْنُوا لِهِنَّ وَتَقُولُ

لَا نَافِلَ لَهَا (۸۴)

(ترجمہ: نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا۔ عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے کی اجازت دو۔ ان کے یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صاحبزادے کہنے لگے خدا کی قسم ہم اس امر کی اجازت نہ دیں گے۔ ورنہ وہ اسے اپنی ہلاکت کی جگہ بنالیں گی خدا کی قسم ہم انہیں اجازت نہ دیں گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسے بڑا بھلا کہا اور اس پر غضب ناک ہوئے اور فرمایا میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور تم کہتے ہو ہم انہیں اجازت نہ دیں گے۔)

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

لَوَادِرْكُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
مَا حَدَّثَ النِّسَاءَ لَمَنْعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مَنَعَهُ
نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ (۸۵)

(ترجمہ: اگر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ کچھ دیکھ لیتے جو عورتوں نے نئی نئی چیزیں اختراع کر لی ہیں ضرور آپ انہیں مسجد میں آنے سے منع فرما (۸۶) دیتے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا تھا۔)

اس سلسلہ میں درج بالا احادیث کے علاوہ بھی احادیث موجود ہیں جن کو ابوداؤد وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے۔

اس وجہ کی بناء پر ان بابرکات زمانوں میں اپنے اپنے گھروں میں صرف عورتوں کی جماعت کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے مردوں کی جماعت کی

مانند اس کا عام رواج نہ ہو سکا۔ اگر درج بالا علت موجود نہ ہوتی تو مردوں کی جماعت کے عام رواج کی مانند اس کا بھی عام رواج ہو چکا ہوتا۔ لہذا اس کے عام رواج نہ ہونے کے باعث اس کا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بالخصوص ان زمانوں میں جن کے اندر عورتوں کے جمعہ اور جماعت میں حاضر ہونے کی ممانعت ہو چکی ہے اور وہ برکات و عبادات کے مقامات میں مردوں کے ساتھ شریک ہونے سے محروم ہو چکی ہیں۔

فصل رابع

دلیل کراہت :

تبیین الحقائق (۸۷) میں ہے۔

صرف مستورات کی جماعت اگر جائز ہوتی تو ان کے لئے اذان کہنا بھی درست ہوتا کیونکہ وہ جماعت کے لئے بلاوا ہے۔

درایہ (۸۸) اور دیگر کتب میں بھی یہ دلیل مذکور ہے۔

اس کے کئی جواب ہیں۔

جواب اول :

لازم (یعنی اذان کا جائز ہونا) موجود ہے۔ امام حاکم نے مشترک (۸۹) میں روایت فرمایا۔

عن عبد اللہ بن ادریس عن عطاء عن عائشة
انہا كانت تؤذن وتقيم وتوم النساء فتقوم
وسطھن

(ترجمہ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اذان و اقامت کہتیں

☆ عورتوں کے درمیان کھڑے ہو کر امامت فرماتیں)۔

علامہ (۹۰) عینی نے ایسے ہی ذکر فرمایا ہے۔

دوسرا جواب :

ہم پوچھتے ہیں کہ عورتوں کے لئے اذان کے مشروع ہونے سے کیا مراد ہے، اگر یہ کہا جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی جماعت کے لئے کوئی مرد اذان کہہ دے تو حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ایک مؤذن مقرر فرمایا اور انہیں اپنے اہل خانہ کی امامت کرانے کا حکم دیا۔ اگر کہا جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عورتیں اذان پڑھیں تو جماعت کے مشروع ہونے کے لئے یہ لازم نہیں۔ کیونکہ اہل جماعت کے لئے اذان کہنا لازم نہیں ہے۔ چنانچہ مردوں کی جماعت کے لئے کوئی باتمیز بچہ اذان پڑھ دے تو کافی ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ ان کے لئے اذان پڑھنے کے عدم جواز سے ان کی جماعت کا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا۔

تیسرا جواب :

جماعت کے مطلقاً مشروع ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ اس کے لئے اذان بھی مشروع ہو۔ ہمارے دعویٰ کی دلیل نماز عیدین، نماز کسوف اور نماز استسقاء کی جماعت ہے ان نمازوں کی جماعت مشروع ہے جبکہ ان کی جماعت کے لئے اذان مشروع نہیں ہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ مستورات کی جماعت مشروع ہو لیکن ان کا اذان پڑھنا مشروع نہ ہو۔

چوتھا جواب :

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ان کی جماعت کے لئے ان کا اذان کہنا ناجائز ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اذان کہنا فتنہ کا باعث ہے۔ علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ عورت کا گانا اور اس کی بلند آواز پردہ ہیں لہذا عورتوں کی اذان کے عدم جواز سے ان کی جماعت کا عدم جواز لازم نہیں آتا۔

پانچواں جواب :

اذان کی مشروعیت ان نمازوں کی جماعت کے لئے لازم ہے جن کی جماعت سنت مؤکدہ یا واجب ہے نیز وہ جماعت اسلام کے شعار میں داخل ہے۔ عورتوں کے لئے اذان کے عدم جواز سے زیادہ سے زیادہ یہ لازم آتا ہے کہ ان کی جماعت سنت یا واجب نہیں ہے۔ یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی جماعت جائز ہی نہیں ہے۔

چھٹا جواب :

ان کے لئے اذان کا عدم جواز اتفاقی مسئلہ نہیں ہے کہ ان کی اذان کے عدم جواز کو ان کی جماعت کے عدم جواز کی دلیل بنا لیا جائے۔ بلکہ جو علماء ان کی جماعت کرانے کو مُنتخب قرار دیتے ہیں وہ ان کی اذان و اقامت کو مُنتخب سمجھتے ہیں۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے البیانہ میں لکھا۔

لیس علی النساء اذان واقامة وبہ قال مالک
واحمد وابو ثور وجماعة من التابعین وكذا لو

صلین بجماعة وللشافعی فی جماعة النساء
ثلاثة اقوال اصحها مانصه فی الام (۹۱) انه
يستحب لهن الاقامة دون الاذان والثاني انه لا
اذان ولا اقامة والثالث انه يستحب الاذان
والاقامة وفي شرح الوجيز ولا يختص هذا
الخلافا فيما اذا صلین بجماعة او
وحدهن (۹۲)

(ترجمہ ۱ مستورات کے ذمہ اذان و اقامت نہیں ہے امام مالک، امام
احمد، ابو ثور اور تابعین کی ایک جماعت رحمہم اللہ نے ایسے ہی فرمایا ہے۔
اگرچہ وہ باجماعت نماز ادا کریں۔ مستورات کی جماعت کے متعلق امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تین قول ہیں ان میں صحیح تر وہ قول ہے جو آپ
نے کتاب الام میں درج فرمایا ہے کہ ان کے لئے اقامت مُسْتَحَب ہے نہ
کہ اذان۔ ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ ان کے لئے اذان اور اقامت
دونوں مُسْتَحَب نہیں۔ تیسرا یہ ہے کہ ان کے لئے اذان و اقامت دونوں
مُسْتَحَب ہیں۔ شرح الوجیز میں ہے کہ یہ (اذان و اقامت کے استحباب یا
عدم استحباب کا) اختلاف ان کے باجماعت نماز پڑھنے یا انفرادی طور پر
نماز ادا کرنے میں کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں ہے)۔

فصل خامس

دلیل کراہت :

اسے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق اور دیگر کتب میں علما نے اختیار فرمایا ہے اور وہ ہے سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں مروی حدیث مبارک
 صلوة المرأة فی بیتها افضل من صلاتها فی
 حجرتها

(ترجمہ : عورت کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے کہ وہ اپنے
 کمرے میں نماز ادا کرے)۔

جواب :

ظاہر ہے کہ یہ حدیث مبارک صرف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ
 عورت کو کمرے میں نماز ادا کرنا گھر میں ادا کرنے اور کوٹھڑی میں نماز ادا کرنا
 کمرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔ نیز یہ کہ بحالت نماز مستورات کو
 سخت پردہ کی حالت میں ہونا چاہئے۔ یہ حدیث پاک ان کی جماعت کی کراہت
 پر بالکل دلالت نہیں کرتی۔ عورت کی گھر، کمرے یا کوٹھڑی کے اندر نماز
 جماعت کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور اکیلے بھی۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ حدیث مستورات کی جماعت کی
 کراہت پر دلالت کرتی ہے تو کراہت تحریمی پر تو ہرگز یہ دلالت نہیں کرتی۔
 بلکہ اس کی دلالت تو صرف اس امر پر ممکن ہے کہ مستورات کا انفرادی طور پر
 نماز ادا کرنا افضل ہے۔

امامة النساء کے جواز کی احادیث کے جوابات اور ان کا جائزہ

درج بالا (پانچ فصلوں میں) گفتگو بعض فقہائے کرام کے ان دلائل پر تھی جو انہوں نے مستورات کی امامت کے عدم جواز پر قائم فرمائے تھے۔ اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ امامت نساء میں کراہت کا کوئی امر نہیں پایا جاتا ابھی مزید گفتگو اس امر پر باقی ہے کہ ان فقہائے کرام کا صرف جماعت نساء پر کراہت کا حکم لگانا ان احادیث و آثار کے مخالف ہے جو اس کے جواز پر دلالت کرتی ہیں انہوں نے ان کو ذکر فرما کر ان کے جوابات ارشاد فرمائے ہیں (جوابات میں ان کا اتفاق نہیں بلکہ وہ کئی گروہوں میں تقسیم ہیں۔

پہلا، دوسرا، تیسرا جواب :

حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام رابطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کا جواب صاحب الدرایہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا۔
(حدیث) ام رابطہ و ام ورقہ کان فی ابتداء الاسلام او تعلیما للجواز مع ان حدیث ام ورقہ فیہ مقالا عند اهل الحدیث (۹۳)
(ترجمہ : حضرت ام رابطہ اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

حدیث کا تعلق ابتدائے اسلام سے ہے یا ان میں جواز کی تعلیم دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت ام ورقہ کی روایت میں محدثین کلام فرماتے ہیں۔

چوتھا جواب :

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی امامت کرانے کی حدیث کا جواب صاحب (۹۳) الرائق، صاحب (۹۵) الہدایہ، صاحب (۹۶) المجتبیٰ، صاحب (۹۷) جامع المنہج اور دیگر علمائے کرام نے یہ دیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فعل ابتدائے اسلام پر محمول ہے۔

پانچواں جواب :

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح (۹۸) الکنز میں لکھا کہ آپ نے یہ فعل اس زمانہ میں کیا جبکہ مستورات کی جماعت مُسْتَحَب تھی وہ استحباب پھر منسوخ ہو گیا۔

ان جوابات کا جائزہ :

محقق علمائے احناف نے ان پانچوں جوابات کی تردید فرمائی ہے۔
 (الف) ان بزرگواروں کا یہ ارشاد کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں محدثین کا کلام ہے۔ اسے علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے رد فرمایا ہے ان کا یہ رد پہلے باب میں گزر چکا ہے۔ (پچھے ملاحظہ فرمائیں)۔
 (ب) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے امامت فرمانے کے جواب کا رد حضرت علامہ السروجی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الہدایہ میں

صاحب الہدایہ کے اس قول پر

حمل فعلها الجماعة على ابتداء الاسلام (۹۹)
(ترجمہ : آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جماعت کرائے کا عمل ابتدائے
اسلام پر محمول ہے)۔

ان الفاظ سے دیا ہے۔

فيه نظر فان النبي صلى الله عليه وسلم اقام
بمكة بعد النبوة ثلاث عشر سنة كما رواه
البخاري ومسلم ثم تزوج بعائشة بالمدينة
وبني بها وهي بنت تسع سنين وبقيت عنده
تسع سنين وما توم الا بعد بلوغها فاين ذلك
من ابتداء الاسلام لكن يمكن ان يقال انه
منسوخ فعلته حين تحضر النساء
الجماعات (۱۰۰)

(ترجمہ : یہ جواب محل نظر ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اعلان نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ برس قیام پذیر رہے جیسا کہ
بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ پھر مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور ان کی رخصتی ہوئی جبکہ
ان کی عمر نو سال تھی وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
اقدس نو برس رہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بالغ ہونے کے بعد
امامت فرمائی تو یہ فعل ابتدائے اسلام کا کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ
کہنا ممکن ہے کہ جماعتِ نساء کا حکم منسوخ ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے اس وقت امامت کرائی جبکہ مستورات جماعت میں آیا کرتی تھیں)۔

حضرت امام بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ السروجی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جواب کو فتح القدیر میں نقل فرمایا اور اسے برقرار رکھا لیکن یوں فرمایا۔

فی نقل التزوج بها بعض خلل (۱۰۱)

(ترجمہ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کے

زمانہ کے نقل میں کچھ خلل ہے)۔

صاحب العنایہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علامہ السروجی رحمۃ اللہ علیہ کے درج بالا اعتراض پر ہدایہ کو نقل فرمایا ہے اور صاحب الہدایہ کی طرفداری میں یوں جواب دیا ہے۔

يجوز ان يكون المراد من ابتداء الاسلام ما قبل

الانتساخ فانه ابتداء بالنسبة الى ما بعده (۱۰۲)

(ترجمہ : ممکن ہے کہ ابتدائے اسلام سے مراد منسوخ ہونے سے پہلے

کا زمانہ لیا جائے کیونکہ وہ بھی منسوخ ہونے کے بعد کی نسبت سے

ابتدائے اسلام ہی قرار پاتا ہے)۔

حضرت علامہ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صاحب الہدایہ

رحمۃ اللہ علیہ پر اسی طرح کا اعتراض کیا ہے جیسا کہ علامہ السروجی رحمۃ اللہ

علیہ نے کیا تھا۔ اور اس کے بعد انہوں نے صاحب العنایہ رحمۃ اللہ علیہ کے

جواب کی تردید کی ہے۔ ان کی عبارت یوں ہے۔

هذا جواب سوال مقدر بان يقال لما فعلت

عائشة الجماعة دل انها مستحبة فلا يكره

فاجاب عنه وقال وحمل ذلك على ابتداء

الاسلام قلت هذا كلام من لم يطلع في كتب
القوم وامضى فيه لانه عليه الصلوة والسلام
اقام بمكة بعد النبوة ثلث عشرة سنة كما
رواه البخارى ومسلم ثم تزوج عائشة
بالمدينة وبنى بها وهى بنت تسع وبقيت
عندالنبي عليه السلام تسع سنين وما صلت
اماما الا بعد بلوغها فكيف يستقيم حمله
على ابتداء الاسلام وتصدى الاكمل للجواب
عن هذا وقال يجوز ان يكون المراد بابتداء
الاسلام ما قبل بيان الانتساخ فانه ابتداء
بالنسبة اليه قلت هذا ابعد من الاول لان هذا
لم يكن فى ابتداء الاسلام على ما دلت عليه
الاخبار المذكورة فاذا كان كذلك كيف
يحمل هذا على ما قبل الانتساخ (۱۰۳)

(ترجمہ : یہ مقدار سوال کا جواب ہے اور وہ سوال یوں ہے کہ جب
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے امامت کرائی
تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جماعت نساء مستحبت ہے نہ کہ مکروہ)۔

تو (صاحب ہدایہ نے اس سوال کے جواب میں) فرمایا کہ آپ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا کا عمل ابتدائے اسلام پر محمول ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس شخص کا کلام ہو سکتا ہے جس نے علمائے کرام
کی کتابوں پر نظر رکھے بغیر سینہ زوری سے حکم لگا دیا ہو۔ کیونکہ نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان نبوت کے بعد تیرہ برس تک مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے بخاری و مسلم نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ پھر مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور ان کی رخصتی نو برس کی عمر میں ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں وہ نو برس رہیں انہوں نے بلوغ کے بعد ہی امامت کرائی تھی تو اس کو ابتدائے اسلام پر محمول کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

علامہ اکمل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشکال کا جواب یوں دیا اوپر کے جواب میں ابتدائے اسلام سے مراد ممکن ہے اس کے منسوخ ہونے سے پہلے کا زمانہ ہو کیونکہ وہ منسوخ ہونے کی نسبت سے ابتدائی زمانہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ جواب، پہلے جواب سے بھی حقیقت سے زیادہ بعید ہے۔ کیونکہ یہ جماعت کرانا، جیسا کہ احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں، ابتدائے اسلام میں نہ تھا تو اس کو منسوخ ہونے سے قبل زمانہ پر کس طرح محمول کیا جائے گا۔

چھٹا جواب :

بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عمل منسوخ ہے۔

چھٹے جواب کا جائزہ :

یہ جواب تین وجوہات کی بناء پر مخدوش ہے۔
(وجہ اول) ہمارا مذہب ہے کہ کسی فعل کی صفت وجوب کے ختم

ہو جانے سے اس کا جواز بھی ختم ہو جاتا ہے۔ (۱۰۴) اصول فقہ کی کتب میں یہ قاعدہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ وجوب اور سنت دونوں صورتوں میں اس حکم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تو جب اس فعل کے مسنون ہونے کا حکم منسوخ ہوا تو اس کا جواز بھی ختم ہو گیا۔ تو منسوخ سنت سے استدلال، جس طرح کہ ہمارے علمائے کرام نے کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے فعل سے یہ استدلال فرمایا کہ عورتوں کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو اور ساتھ ہی وہ فرماتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے بالکل درست نہیں۔

اس کا جواب صاحب عنایہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا ہے۔

الجواز الباقي جواز في ضمن الكراهة والذي كان في ضمن السنة نسخ معها والاستدلال بفعلها لبيان انها كانت سنة ونسخت وانما جوزت في زماننا بمتقضى الجواز الذي كان من استجماع شرائطه وانتفاء موانعه مع ما يوجب كراهة من ارتكابه المحرم (۱۰۵)

(ترجمہ : بعد از نسخ جو جواز باقی ہے وہ جواز مع الکراہت ہے۔ اور جو جواز سنت کے ضمن میں تھا وہ اس کی سنت کے نسخ کے ساتھ منسوخ ★ ہو گیا اور اس فعل سے استدلال اس بناء پر کیا جاتا ہے کہ ظاہر کیا جائے کہ یہ کبھی مسنون تھا اور منسوخ ہو چکا ہے۔ ہمارے دور میں اس کے جواز کا حکم، جواز کے اس تقاضا کی بناء پر ہے جو جواز کی شرائط کے اجتماع اور اس کے موانع کے ارتقاع کے باعث پیدا ہوا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایسے اسباب موجود ہیں جو اس کی کراہت کا اثبات کرتے ہیں کیونکہ اس

میں حرام افعال کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔
 حضرت علامہ بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب ”العنایہ“
 کے اس جواب کو نقل فرما کر اس کی تردید یوں فرمائی ہے۔

فیه نظر لان من ادعی النسخ فعلیہ البیان (۱۰۶)
 (ترجمہ : یہ جواب محل نظر ہے کیونکہ جو آدمی نسخ کا دعویٰ کرتا ہے اس
 کے ذمہ اس کی وضاحت ہے)۔

وجہ دوم : اسے امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔
 آپ نے علامہ سروجی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل فرما کر یوں تحریر کیا۔

لکن ما فی المستدرک انہا کانت توذن
 وتقیم وتوم النساء فتقوم وسطھن وما فی
 کتاب الاثار لمحمد اخبرنا ابو حنیفۃ عن
 حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم النخعی ان
 عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کانت توم
 النساء فی شھر رمضان فتقوم وسطا ومن
 المعلوم ان جماعة التراویح انما استقرت
 بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وما فی ابی داود عن ام ورقۃ بنت عبداللہ بن
 الحارث بن عمیر الانصاریۃ ان النبی صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم لما غزا بدرا (الحديث)
 ثم اخرجہ عن الولید بن جمیع عن
 عبدالرحمن خلاد عنہا وفیہ کان یزورها

وجعل لها مؤذنا وامرها ان توم اهل دارها قال
عبدالرحمن فانا رايت مؤذنها شيخا كبيرا
كلها ينفي ثبوت النسخ وفي الحديث الاخير
الوليد بن جميع وعبدالرحمن بن خالد
الانصارى قال فيهما ابن القطان لايعرف
حالهما انتهى وقد ذكر هما ابن حبان في
الثقات (١٠٤)

(ترجمہ : لیکن (i) مستدرک (١٠٨) کی روایت کہ حضرت ام المومنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اذان و اقامت پڑھ کر عورتوں کی
امامت کراتیں اور ان کے درمیان کھڑی ہوتیں۔

(ii) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار (١٠٩) کی حدیث کہ حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رمضان المبارک میں مستورات کی
امامت کراتیں تو ان کے درمیان کھڑی ہوتیں۔ یہ امر واضح ہے کہ نماز
تراویح میں جماعت کا استقرار وصال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بعد ہوا۔

(iii) سنن ابی داؤد میں حضرت ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی
حدیث کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی مہم کو روانہ
ہونے لگے تو انھیں

(iv) ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو دوسری سند سے بیان
فرمایا جس میں ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی ملاقات فرمایا
کرتے آپ کے لئے انہوں نے ایک مؤذن مقرر فرمایا اور اپنے اہل
خانہ کی امامت کا حکم دیا۔ حضرت عبید الرحمن بن خالد رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا ہے وہ بوڑھے آدمی تھے۔

یہ سب احادیث مبارکہ ثبوت نسخ کی نفی کرتی ہیں۔ ابو داؤد کی دوسری روایت میں ولید بن جمیع اور عبد الرحمن بن خالد انصاری ہیں امام ابن قطن رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں فرمایا ان دونوں کا حال معلوم نہیں جبکہ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کو ثقات میں ذکر فرمایا ہے۔ اس کے بعد امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے مزید لکھا۔

وقد يجاب بجواز كونه اخبارا عن مواظبة كانت قبل النسخ وقوله كانت توم في شهر رمضان لا يستلزم التراويح وقوله جعل لها مؤذنا وامرها ان توم لا يستلزم استمرار امامتها الى وفاته صلى الله عليه وآله وسلم وما رواه عبدالرزاق عن ابراهيم بن محمد عن داود بن الحصين عن عنكرة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال توم المرأة النساء تقوم وسطهن لا يقتضي علم ابن عباس ببقاء مشروعيتها لجواز كون المراد افادة مقامها بتقدير ارتكابها ذلك او خفي على ابن عباس

الناسخ (۱۱۰)

(ترجمہ : درج بالا اشکال کے جوابات یوں دیئے گئے ہیں)۔

(i) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس فعل کی مواظبت کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عمل

منسوخ ہونے سے قبل کا ہے۔

(ii) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے رمضان المبارک میں امامت کرائے کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں آپ تراویح کی امامت کراتی ہوں۔

(iii) حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے نبی پاک صاحب لولاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مؤذن مقرر فرمانے نیز آپ کو اہل خانہ کی امامت کا حکم دینے کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی امامت کا عمل نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال اقدس تک جاری رہا۔

(iv) مصنف عبد الرزاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس ارشاد کہ عورت جب مستورات کی امامت کرائے تو ان کے درمیان اس کے کھڑا ہونے کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معلوم تھا کہ ان کی جماعت جائز ہے ممکن ہے کہ آپ یہ بتانا چاہتے ہوں کہ اگر وہ اس فعل کا ارتکاب کریں تو ان کی امام کے کھڑا ہونے کا مقام یہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے (آپ اس عمل کو جائز سمجھتے ہوں کیونکہ ناسخ کا علم آپ کو نہ ہو سکا۔

ان تمام جوابوں کے بارے میں میں کہتا ہوں کہ یہ سب ضعیف ہیں جیسا امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنے الفاظ وقد یجاب سے) اشارہ فرمایا ہے کیونکہ اس طرح کے ضعیف احتمال جو قوت سے خالی ہوں ناسخ کی تعیین کے بغیر قابل سماعت نہیں۔ جب ناسخ موجود نہیں تو یہ جوابات بھی لائق

وجہ سوم :

یہ وجہ بھی امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائی ہے۔ آپ نے اوپر مذکور کلام کے بعد فرمایا۔

ولكن يبقى الكلام بعد هذا في تعيين
الناسخ اذ لا بد في ادعاء النسخ عنه ولم
يتحقق في النسخ الا ما ذكر بعضهم من
امكان كونه ما في ابي داود وصحيح ابن
خزيمة صلاة المرأة في بيتها افضل من
صلاتها في حجرتها وصلاتها في مخدعها
افضل من صلاتها في بيتها يعني الخزانة
التي تكون في البيت وروى ابن خزيمة عنه
صلى الله عليه وسلم ان احب صلاة المرأة
الى الله في اشد مكان في بيتها ظلمة وفي
حديث له لابن حبان واقرب ما تكون من وجه
ربها وهي في قعر بيتها ومعلوم ان المخدع
لا يسمع الجماعة وكذا قعر بيتها واشد ظلمة
ولا يخفى مافيه ويتقدير التسليم فانما يفيد
نسخ السنية وهو لا يستلزم ثبوت كراهة
التحريم في الفعل بل التنزيه ومرجعها الى
خلاف الاولى ولا علينا ان نذهب الى ذلك فان

المقصود اتباع الحق حيث كان (۱۱۱)

(ترجمہ : اس گفتگو کے بعد نسخ کی تعیین باقی رہ گئی ہے کیونکہ جب نسخ کا دعویٰ کیا تو نسخ کے بیان کے بغیر چارہ (۱۱۲) نہیں۔ نسخ کے ثبوت میں صرف وہ روایات ہیں جن کے بارے میں بعض علماء نے بیان فرمایا ہے کہ ممکن ہے یہ ہوں)۔

(i) ابو داؤد اور صحیح ابن خزیمہ کی روایت کہ عورت کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے کہ اپنے کمرے میں نماز ادا کرے اور کمرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے کہ پچھلی کوٹھری میں نماز ادا کرے۔ مخدع سے مراد وہ ستور روم (قدیم زمانہ میں کوٹھری) ہے جو گھر میں ہوتا ہے۔

(ii) امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا عورت کے لئے پسندیدہ ترین نماز وہ ہے جو اپنے کمرے کی سب سے زیادہ تاریک جگہ پر ادا کرے۔

(iii) ابن خزیمہ اور ابن حبان میں ہے۔ عورت اپنے رب کی ذات کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کی پست جگہ میں (نماز ادا کر رہی) ہو۔

یہ امر معلوم ہے کہ کوٹھری، اسی طرح گھر کی نشیبی جگہ اور تاریک جگہ میں جماعت کرانے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

اس دلیل نسخ کی کمزوری پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر ان روایات کو نسخ تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے جماعت کی سنت کا نسخ ثابت ہوگا جو جماعت کرانے کے فعل میں ثبوت کراہت کو مستلزم نہیں بلکہ اس سے صرف کراہت تنزیہی ثابت ہوگی جو خلاف اولیٰ ہے۔ ہمارے لئے یہ لازم نہیں کہ

ہم کراہت تحریمی کا مذہب اختیار کریں کیونکہ مقصود تو حق کی اتباع ہے وہ جہاں بھی ہو۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت امام محقق ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام کے آخر میں یہ اشارہ فرما دیا کہ کراہت تحریمی کا قول حق نہیں اور حق جہاں سے ملے اس کا اتباع ہی سب سے زیادہ مناسب ہے۔ یہ (مستورات کی جماعت کا جواز) امر حق کیوں نہ ہو جبکہ احادیث و آثار اس کے جواز پر دال ہیں ان کا ناخ متعین نہیں۔ ان احادیث و آثار کو ابتدائے اسلام پر محمول کرنا درست نہیں جو دلائل علمائے کرام نے اس کی کراہت کے ذکر فرمائے سارے کے سارے کمزور ہیں۔ اس بارے میں انتہائی بات یہ ہو سکتی ہے کہ ان کی جماعت ابو داؤد، ابن خزیمہ وغیرہ کی حدیث کے پیش نظر خلاف اولیٰ ہے تو یہ ایک الگ امر ہے۔

اگر تم یوں کہو کہ درج بالا احادیث مبارکہ جماعت مستورات کے استحباب پر دلالت نہیں کرتیں کیونکہ ممکن ہے کہ یہ احادیث اس جماعت کے جواز کی تسلیم کے لئے ہوں اسی امر کی جانب صاحب ”الدرایہ“ نے اشارہ فرمایا ہے۔

میں جواباً کہتا ہوں کہ معترض کا اتنا کہنا ہی اس کے قول کراہت تحریمی کی نفی کرتا ہے اس (عمل کا حکم کراہت تحریمی) کیسے ہو سکتا ہے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کا حکم دیا، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ عمل کیا، ظاہر ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار (۱۱۳) میں جو یہ ارشاد

فرمایا۔

لا یعجبنا —

(ترجمہ : ہم کو یہ اچھا نہیں لگتا)۔

جیسا کہ باب اول میں اس کا حوالہ مذکور ہو چکا، اسی حقیقت کی جانب اشارہ ہے، کہ یہ عمل مکروہ تحریمی نہیں۔

اس ساری بحث سے یہ بات عیاں ہے کہ کراہت بالخصوص کراہت تحریمی کا حکم اصحاب تخریج مشائخ کرام کی اپنے فہم اور زعم کے مطابق تخریجات (۱۱۴) میں ہے۔ آئمہ کرام کا یہ کلام نہیں۔

ممکن ہے کہ فقہائے کرام جنہوں نے کراہت کا حکم لگایا ان کے سامنے کوئی علت بھی ہو جس کا ہم کو علم نہیں ہو سکا۔ جن جن علتوں کا ہم کو علم ہو سکا ان کے حال کو ہم نے واضح کر دیا ہے۔ وفوق کل ذی علم علیم (ہر ذی علم سے بڑھ کر ایک علم والا موجود ہے) — یہ اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور وہ بڑے فضل و احسان والا ہے۔

باب ثالث

ہمارے مشائخ کرام حنفیہ کے مسلک
 کے بارے میں (متفرق) فوائد
 اللہ تعالیٰ ان پر اپنے خصوصی انعامات فرمائے۔۔۔

فائدہ نمبر ۱:

امام بیہقی کی کتاب الشامل (۱۱۵) میں ہے۔

لا اذان ولا اقامة على النساء لانهما من سنة
 الجماعة ولا جماعة عليهن ولان صوتهن عورة
 واجبة الاخفاء

(ترجمہ : عورتوں کے ذمہ اذان و اقامت کہنا نہیں ہے کیوں یہ دونوں
 جماعت کی سنتیں ہیں اور ان کے ذمہ جماعت بھی نہیں کیونکہ ان کی
 آواز ستر کی چیز ہے اسے پوشیدہ رکھنا واجب ہے)۔
 جامع المغمرات (۱۱۶) میں بھی اسی طرح ہے۔
 مواہب (۱۱۷) الرحمن میں ہے۔

الاذان مکروه للنساء اتفاقا ولا تسن الاقامة
 (ترجمہ : اذان کہنا عورتوں کے لئے مکروه ہے اور نہ ہی ان کے لئے
 اقامت کہنا مسنون ہے)۔

فتح القدیر (۱۱۸) کے باب الاذان میں ہے۔

الاصل عندنا ان یوذن لكل فرض ادى اوقضى
الاظهر يوم الجمعة في المصر فان اداہ
بہما مکروہ روى ذلك عن علی والاما تودیه
النساء اوتقضیه بجماعتہن لان عائشة رضی
اللہ عنہا امتہن بغير اذان ولا اقامة حين
كانت جماعتہن مشروعة وهذا يقتضى ان
المنفردة ايضا كذلك لان ترکہما لماکان
هو السنة حال شرعية الجماعة کان حال
الافراد اولی

(ترجمہ : ہمارے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ اذان ہر فرض نماز کے لئے ادا
پڑھی جائے خواہ فرض کی ادائیگی ہو یا اس کی قضا کی جائے۔ لیکن شہر
میں جمعہ دن ظہر کی نماز کے لئے اذان نہ پڑھی جائے کیوں اس کا ادا کرنا
اذان اور اقامت کے ساتھ مکروہ ہے۔ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور نہ ہی اس نماز کے لئے اذان پڑھی جائے جو
عورتیں اپنی جماعت کے ساتھ ادا یا قضا پڑھیں۔ کیونکہ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کی امامت اذان اور اقامت کے
بغیر کی جب ان کی جماعت مشروع تھی۔ اس حکم کا تقاضا یہ ہے کہ اکیلی
نماز ادا کرنے والی عورت کا حکم بھی یہی ہو کیوں اذان و اقامت کا ترک
جو کہ جماعت کی مشروعیت کی حالت میں سنت ہیں درست ہے تو افراد
کی صورت میں بطریق اولیٰ درست ہوگا۔)

اس عبارت کی خامیاں اس شخص پر پوشیدہ نہیں ہیں جس کے ذہن میں

سابقہ مضمون محفوظ ہے۔ (۱۱۹)

فائدہ نمبر ۲ :

بعض فقہائے کرام کے کلام اور تعلیل سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ اسی لئے امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں صاحب الہدایہ کے اس ارشاد کو

لأنها لا تخلو عن ارتكاب محرم (۱۲۰)

(ترجمہ : عورتوں کی جماعت حرام فعل کے ارتکاب سے خالی نہیں ہے کی شرح کرتے ہوئے فرمایا)۔

صريح في ان ترك التقدم لامام الرجال محرم وكذا صرح الشارح وسماء في الكافي مكروه وهو الحق اي كراهة تحريم لان تقتضي المواظبة على التقدم منه صلى الله عليه وسلم بلاترك الوجوب فلعدمه كراهة التحريم فاسم المحرم مجاز واستلزم ما ذكر ان جماعة النساء تكره كراهة تحريم لان ملزوم متعلق بالحكم اعني الفعل المعين ملزوم لذلك الحكم (۱۲۱)

(ترجمہ : اس میں صراحت ہے کہ مردوں کے امام کے لئے آگے کھڑا نہ ہونا حرام ہے۔ شارح نے بھی اس کی تصریح کی ہے حالانکہ الکافی میں اسے مکروہ قرار دیا ہے اور حق یہی ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے (نہ کہ حرام) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پر بغیر نامہ کے

مواظبت وجوب ثابت کرتی ہے۔ تو اس کے ترک سے کراہت تحریمی لازم آئے گی۔ معلوم ہوا کہ حرام کا لفظ یہاں پر مجازاً استعمال کیا گیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے مذکور مضمون سے لازمی نتیجہ یہ نکالا کہ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ حکم (کراہت تحریمی) کے متعلق کا ملزوم یعنی فعل معین (عورتوں کی جماعت میں امام کا ترک تقدم) اس حکم کا ملزوم ہے۔

فائدہ نمبر ۳ :

علامہ برجندی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الفتاویٰ میں فرمایا۔

انہا لو تقدمت امامهن عليهن جاز (۱۲۲)

(ترجمہ : مستورات کی امام ان سے آگے کھڑی ہو تو جائز ہے)۔

بتویر الابصار کی شرح منہج الغفار میں ہے۔

افاد بقوله يقف انه واجب فلو تقدمت اثمت

صرح به الكمال في الفتح والصلوة صحيحة

واذا توسطت لا تزول الكراهة وفي السراج

لوتاخرت لم يصح الاقتداء به عندنا لفقد

الشروط وهو عدم تاخر عن المأموم (۱۲۳)

(ترجمہ : مصنف علیہ الرحمہ نے یہ فرمایا کہ (عورتوں کی امام درمیان

میں) کھڑی ہو اس سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا واجب ہے اگر وہ آگے

کھڑی ہو جائے تو گناہگار ہوگی امام کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ

نے فتح القدیر میں اس کی تصریح کی ہے لیکن نماز درست ہوگی۔ لیکن

اگر درمیان میں کھڑی ہوگی تب بھی کراہت زائل نہ ہوگی۔ السراج

الوہاج میں ہے کہ اگر عورتوں کی امام ان سے پیچھے کھڑی ہو تو ہمارے نزدیک شرط کے فقدان کے باعث اس کی اقتداء درست نہ ہوگی اور شرط یہ ہے کہ امام مقتدی سے پیچھے نہ ہو۔

فائدہ نمبر ۴ :

فرائض اور غیر فرائض مثلاً تراویح میں مستورات کی جماعت کی کراہت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں نماز جنازہ میں درست ہے کیونکہ یہ صورت مکروہ نہیں ہے۔ جیسا کہ النہر (۱۲۳) الفائق اور الدر المختار (۱۲۵) میں ہے۔

فائدہ نمبر ۵ :

مرد جماعت کرا رہا ہے اس نے کسی عورت کو خلیفہ بنایا تو پیچھے جتنے مرد اور عورتیں نماز ادا کر رہے ہیں سب کی نماز فاسد ہوگئی۔ مردوں کی نماز کا فساد تو ظاہر ہے۔ عورتوں کی نماز اس لئے فاسد ہوئی کہ وہ کامل تحریمہ کے ساتھ نماز میں داخل ہوئی تھیں۔ السراج الوہاج (۱۲۶) میں اسی طرح ہے۔ ردالمحتار (۱۲۷) میں ہے —

اما الرجال والامام فلعدم صحة اقتداء الرجال
بالمرأة واما النساء والمقدمة فلانهن دخلن
فی تحریمہ کاملہ فاذا انتقلن الی تحریمہ
ناقصہ لم یجز کانهن انتقلن من فرض الی
فرض آخر کما صرح فی البحر۔ وظاهر
التعلیل یقتضی الفساد ولوکن نساء خلصا
افادہ ابوالسعود۔ والظاهر التعلیل بان الامام

يصير مقتديا بخليفة فتفسد صلاة من
خلفه بل باستخلافه من لا يصلح للامامة
تفسد صلاته فكذا من خلفه (رحمتی)۔

(ترجمہ : مردوں اور امام کی نماز کے فساد کا باعث یہ ہے کہ مردوں کے
لئے عورت کی اقتداء جائز نہیں۔ عورتوں اور (خليفة کے طور پر) آگے
کی جانے والی نماز اس لئے فاسد ہوگی کہ وہ کامل تحریمہ کے ساتھ نمازیں
داخل ہوئی تھیں۔ جب وہ ناقص تحریمہ میں منتقل ہوئیں تو نماز جائز نہ
رہی۔ یہ تو ایسا ہو گیا گویا کہ وہ ایک فرض سے دوسرے فرض کی جانب
منتقل ہو گئیں۔ اس کی تصریح البحر الرائق میں ہے۔ اس تعلیل کا تقاضا
یہ ہے کہ نماز اس صورت میں فاسد ٹھہرے جبکہ اس مرد کی اقتداء میں
صرف عورتیں ہی ہوں اس کو ابو السعود نے بیان فرمایا۔ بہتر یہ ہے کہ
نماز کے فاسد ہونے کی علت یہ بیان کی جائے کہ خلیفہ مقرر کرنے سے
امام اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جاتا ہے اس طرح اس کے پیچھے اس کی نماز
فاسد ہو جائے گی بلکہ ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کرنے سے جو امامت کا
اہل نہیں اس کی اپنی نماز فاسد ہو جائے گی اور اسی طرح اس کی اقتداء
میں جتنے تھے سب کی نماز فاسد ہو جائے گی)۔

فائدہ نمبر ۶ :

الاشباه والنظائر (۱۲۸) اور اس کے حاشیہ حموی میں ہے۔

لا تؤم المرأة في صلوة الجنازة ولو امت
الرجال فيها صحت صلاتها و سقط الفرض
وبطلت صلوة الرجال خلفها

(ترجمہ : عورت نماز جنازہ کی امامت نہ کرائے اگر اس نے نماز جنازہ

میں مردوں کی امامت کرائی تو اس کی اپنی نماز درست ہوگی اور فرض بھی ساقط ہو جائے گا لیکن اس کی اقتداء کرنے والے مردوں کی نماز باطل ہوگی۔

یہ مسئلہ پہلی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ (پہلی کے طور پر) یوں کہا جائے ”وہ کونسا مرد ہے جس نے امام کی اقتداء میں نماز ادا کی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اور امام کی نماز درست ہونے کے باعث اس سے وہ نماز ساقط ہوگئی۔ اس کے ذمہ نہ اس کا اعادہ ہے اور نہ ہی قضا اور وہ نماز فرض ہے۔“

فائدہ نمبر ۷ :

الدر المختار (۱۲۹) اور اس کے حواشی میں ہے۔

خنثی جب عورتوں کی امامت کرائے تو ان کے درمیان کھڑا نہ ہو بلکہ ان سے آگے کھڑا ہو کیونکہ اگر وہ ان کے درمیان کھڑا ہوگا تو پھر اگر وہ مرد ہے تو اس کی اپنی نماز عورتوں کی محاذات کے باعث فاسد ہو جائے گی اور اس طرح ان عورتوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی (کیونکہ ان کے امام کی نماز ہی فاسد ہے)۔

اسے بھی پہیلیوں میں شمار کرنا چاہئے۔ پہلی کے انداز میں یوں کہا جائے کہ ”وہ کونسا امام ہے جس کو درمیان صف کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کے درمیان صف کھڑا ہونے سے اس کی اپنی اور اس کے مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔“

فائدہ نمبر ۸ :

علامہ عبد البر بن الحنفیہ جلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الذخائر

الأشرفية في الغاز الخفية میں لکھا۔

مسئلہ ان قیل متى تصلح المرأة اماما
للرجل فالجواب انها تصلح اماما في سجود
التلاوة (۱۳۰)

(ترجمہ : مسئلہ اگر پوچھا جائے کہ عورت کب مرد کی امام بننے کی
صلاحیت رکھتی ہے تو اس کا جواب ہے کہ وہ سجدہ تلاوت میں امام بننے
کی صلاحیت رکھتی ہے۔)

فائدہ نمبر ۹

ہدایہ وغیرہ میں ہے۔

لايجوز للرجال ان يقتدوا بامرأة — لقوله
عليه السلام اخرون من حيث اخرهن الله
فلايجوز تقديمها (۱۳۱)

(ترجمہ : مردوں کے لئے کسی عورت کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ
ارشاد نبوی ہے ان کو پیچھے رکھو جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو پیچھے رکھا
اس لئے ان کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔)

امام بدرالدين عینی رحمۃ اللہ علیہ نے البناہ میں فرمایا۔

هذا غير مرفوع وهو موقوف على ابن مسعود
اخرجه ۞ الرزاق في مصنفه عن سفيان الثوري
عن الاعمش عن ابراهيم عن ابي معمر عن
ابن مسعود ومن طريق عبدالرزاق اخرجه
الطبرانی في معجمه۔ وجه الاستدلال به

ماقاله ابو زید فی الاسرار ان حیث عن المکان
فیجب تاخیر مکانہن۔ ملخصاً (۱۳۲)

(ترجمہ : یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے۔ امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند
سے اپنے مصنف میں اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام عبد الرزاق
کے حوالے سے اپنے معجم میں اسے روایت فرمایا۔ اس حدیث میں سے
استدلال کا انداز جیسا کہ ابو زید نے الاسرار میں لکھا ہے یہ ہے کہ لفظ
حیث سے مراد مکان ہے لہذا ان کے مکان کا موخر کرنا واجب ہے)۔

فائدہ نمبر ۱۰ :

محاذات کے مسئلہ میں ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے حدیث بالا
اخر وہن النخ۔ کو دلیل بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ مشہور احادیث میں ہے۔
اس حدیث پر بہت سے فروع کی بنیاد رکھی ہے۔ یہ ایک طویل بحث ہے جس
کا ذکر اس جگہ مناسب نہیں ہے۔ امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی
بعض خامیوں کی جانب فتح القدیر میں فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں۔

وَلَمْ يثبت رفعه فضلاً عن كونه من المشاهير
الما هو في مسند عبد الرزاق موقوف على ابن
مسعود قال اخبرنا سفيان الثوري عن الاعمش
عن ابراهيم عن ابي معمر عن ابن مسعود قال
كان الرجال والنساء في بني اسرائيل يصلون
جميعاً فكانت المرأة تلبس القالبين فتقوم
عليها فقواعد خليلها فالتقى عليها الحيض

فكان ابن مسعود يقول اخروهن من حيث
 اخرهن الله قيل فما القالبان قال ارجل من
 خشب تنخذها النساء يتشرفن الرجال في
 المساجد وفي الغاية عن شيخه يرويه الخمر
 ام الخبائث والنساء حباثل الشيطان
 واخروهن من حيث اخرهن الله يعزوه الى
 مسند رزين قيل وذكر انه في دلائل النبوة
 للبيهقي وقد تتبع فلم يوجد فيه (۱۳۳)

(ترجمہ : اس حدیث کا مشاہیر (۱۳۴) احادیث سے ہونا تو دور کی بات ہے
 اس کا مرفوع ہونا ہی ثابت نہیں۔ یہ مسند عبد الرزاق ہے اور حضرت
 ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل مرد اور عورتیں اکٹھے نماز
 ادا کرتے تھے، عورت قالبان پہن لیتی اس پر کھڑی ہو کر اپنے محبوب
 سے وعدے کرتی تو اس پر حیض مسلط کر دیا گیا۔ اس پر حضرت ابن
 مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ان کو مؤخر رکھو جہاں اللہ تعالیٰ نے
 ان کو مؤخر رکھا ہے۔ پوچھا قالبان کیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ لکڑی سے
 بنے ہوئے پاؤں ہوتے تھے جن کو عورتیں بنوا لیتی تھیں ان پر مسجدوں
 میں کھڑی ہو کر مردوں کو جھانکتی تھیں۔ الغایہ میں اپنے شیخ سے یوں
 روایت کرتے ہیں شراب ام الخبائث ہے اور عورتیں شیطان کے
 پھندے ہیں اور ان کو مؤخر رکھو جہاں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مؤخر
 رکھا۔ انہوں نے اس حدیث کی نسبت مسند رزین کی جانب کی ہے۔
 بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حدیث امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی دلائل النبوة

میں ہے اس میں اسے تلاش کیا گیا لیکن نہ مل سکی۔

زائل بعد حضرت امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بحث محازات میں علمائے کرام کا اس حدیث سے استدلال ذکر فرمایا اور اس میں بحث کی جانب اشارہ فرمایا نیز اسی دوران یہ بیان فرمایا کہ اس پر اجماع ہے کہ عورت کے لئے مرد کا امام بننا جائز نہیں ہے۔

فائدہ نمبر ۱۱ :

البحر الرائق (۱۳۵) اور النہر (۱۳۶) الفائق وغیرہ میں ہے۔

تكره امامة الرجل لهن في بيت ليس معهن
رجل غيره ولا محرم منه كاخته او زوجته او
امته اما اذا كان معهن واحد متهن او امهن في
المسجد لا يكره

(ترجمہ : گھر میں مرد کے لئے عورتوں کی امامت اس صورت میں مکروہ ہے جبکہ ان کے ساتھ کوئی دوسرا مرد یا اس کی اپنی محرم مثلاً بہن، زوجہ یا لونڈی نہ ہو اگر ان کے ساتھ ان میں سے کوئی ایک ہو یا ان کی امامت مسجد میں کرائے تو مکروہ نہیں ہے)۔

تاریخ تکمیل تصنیف : ۱۸ محرم الحرام ۱۴۹۵ھ

تاریخ تکمیل ترجمہ : ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

۷ جنوری ۱۹۹۹ء

بروز جمعرات بوقت ۲:۵۷ دن بعد نماز ظہر

حواشی و حوالہ جات

(۱) میری معلومات کی رو سے یہ اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے جسے امام ابو داؤد وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان الله عز وجل يبعث
لهذه الامة على راس كل
مائة سنة من يجدد لها
دينها

(ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر
صدی کے سرے پر ایسی شخصیت کو
مبعوث فرمائے گا جو اس کے دین کی
تجدید فرمائے گی۔)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر امت نے فرمایا کہ پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تھے اور دوسری صدی کے مجدد حضرت امام محمد بن اورلیس شافعی رحمۃ اللہ علیہ تھے نیز فرمایا میں چالیس سال سے اپنی نماز میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ حضرت شیخ محمد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے اپنے اصحاب سے وہی سنا جو پہلے مذکور ہو چکا۔ حضرت شیخ امام ابوالحسن بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جامع دمشق کے منبر پر اسی طرح فرمایا۔ اور اس پر یہ اضافہ فرمایا کہ تیسری صدی کے مجدد حضرت ابوالحسن بن اسماعیل اشعری رحمۃ اللہ علیہ، چوتھی صدی کے حضرت قاضی ابوبکر محمد بن طیب باقلانی رحمۃ اللہ علیہ، پانچویں صدی کے امیر المومنین خلیفہ المسترشد باللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ درج بالا تفصیل زیادہ صحیح ہے۔ اس سے جو ان کے علاوہ علماء نے ذکر فرمائی ہے کہ تیسری صدی کے مجدد حضرت ابو العباس احمد بن عمر بن شریح رحمۃ اللہ علیہ، چوتھی صدی کے حضرت ابواللیب سہل بن محمد بن سلیمان مملوکی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ لیکن زیادہ درست قول یہ ہے کہ پانچویں صدی کے مجدد حضرت ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں نہ کہ امیر المومنین خلیفہ المسترشد باللہ، چھٹی صدی کے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ، ساتویں صدی کے حضرت امام ابن دلق العید رحمۃ اللہ علیہ، آٹھویں صدی کے امام زین الدین العراقي رحمۃ اللہ علیہ، نویں صدی کے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور دسویں صدی کے حضرت شہاب الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مجدد ہیں۔

مولوی عبدالغفور رمضان پوری

(۲) یعنی اس باب میں وہ صحیح احادیث درج ہوں گی جو صرف عورتوں کی اس طرح جماعت کے بلا

کراہت جواز پر صراحت سے دلالت کرتی ہیں کہ ان میں سے ایک امام ہو اور باقی مستورات مقتدی ہوں، نیز ان میں ان کی امامت کی کیفیت بیان ہوگی جب صرف عورتیں جماعت سے نماز ادا کریں کہ کیا وہ اسی طرح صفیں بنائیں جس طرح کہ مرد صف بندی کرتے ہیں کہ ان کی امام ان سے آگے کھڑی ہو یا ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو۔

(محمد عبدالغفور رمضان پوری)

- (۳) فی باب امامۃ النساء - قدیم
- (۴) سنن ابی داؤد باب امامۃ النساء ۹۴/۱ مکتبہ امدادیہ، ملتان
- (۵) سنن ابی داؤد ۹۴/۱ - ۹۵ - مکتبہ امدادیہ، ملتان
- (۶) للاستیعاب فی اسماء الاصحاح علی ہامش الاصابۃ ۵۰۵، ۵۰۴/۳ مکتبہ المثنیٰ لبنان
- (۷) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ ۴۰۸/۷ - ۴۰۹ دارالاحیاء التراث العربی، بیروت
- (۸) تلخیص الجیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر ۲۷/۲ دارالمعرفہ بیروت
- (۹) حافظ ابن حجر کے نزدیک یہ مجہول الحال ہیں لیکن ابن حبان نے انہیں اپنی تالیف کتاب الثقات میں ذکر فرمایا ہے عنقریب اس کا حوالہ آرہا ہے۔ لہذا یہ مجہول الحال نہیں ہیں۔
- (۱۰) البنایہ شرح الہدایہ، جلد اول، جزو اول صفحہ ۷۲
- (۱۱) امام المنذری رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عبارت یوں ہے۔ فی اسنادہ الولید بن عبد اللہ بن جمیع الزہری الکوفی وفیہ مقال وقد اخرج له مسلم۔ مختصر سنن ابی داؤد، ۳۰۷/۱ - مکتبہ اثریہ ساکنہ بل
- (۱۲) المستدرک للحاکم - ۲۰۳/۱ دارالکتب العربی، بیروت
- (۱۳) ہکذا فی تحفۃ النبلاء المطبوعۃ فی مطبع شوکت اسلام لنکھنوفی المستدرک "لہا"
- (۱۴) المستدرک للحاکم - ۲۰۳/۱ دارالکتب العربی، بیروت
- (۱۵) المستدرک للحاکم - ۲۰۳/۱، ۲۰۳/۲ دارالکتب العربی، بیروت
- نوٹ: ظاہر ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اذان کہنا اس زمانے میں ہو گا جب عورتوں کے لئے حجاب کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ حکم حجاب کے نزول کے بعد عورتوں کے لئے اذان کہنے کی ممانعت ہے جیسا کہ آگے اس کی صراحت آرہی ہے۔
- (۱۶) (۱) کتاب الآثار صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴ - دارالتصنیف جامعہ علوم اسلامیہ کراچی، (۲) البنایہ شرح الہدایہ للعیسیٰ جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲

- (۱۷) _____
- (۱۸) _____
- (۱۹) البناہ شرح الہدایۃ للامام بدر الدین العینی جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۷
- (۲۰) مصنف عبدالرزاق - ۱۳۱/۳ مجلس علمی کراچی
- (۲۱) سنن دار قطنی - ۴۰۴/۱ دار نشر الکتاب الاسلامیہ، لاہور
- (۲۲) سنن الکبری - ۳۱۷/۳ دار الفکر، بیروت
- (۲۳) مصنف عبدالرزاق اور دار قطنی میں "ریطہ" لیکن سنن کبری میں "رابطہ" ہے۔ تحفہ النبلاء میں "رابطہ" ہے۔
- (۲۴) مصنف ابن ابی شیبہ - ۵۳۶/۱ دار الفکر، بیروت
- (۲۵) المستدرک للحاکم - ۲۰۳/۱ دار الکتاب العربی، بیروت
- (۲۶) کتاب الام للشافعی
- (۲۷) مصنف ابن ابی شیبہ - ۵۳۶/۱، دار الفکر، بیروت
- (۲۸) مصنف عبدالرزاق - ۱۳۰/۳ مجلس علمی، کراچی، واللفظ للمصنف لابن ابی شیبہ
- (۲۹) مصنف عبدالرزاق - ۱۳۰/۳ مجلس علمی، کراچی
- (۳۰) سنن دار قطنی - ۴۰۴/۱ دار نشر الکتاب الاسلامیہ، لاہور
- (۳۱) مصنف ابن ابی شیبہ - ۵۳۶/۱ دار الفکر، بیروت
- (۳۲) تلخیص الجبیری فی تخریج احادیث الزافعی الکبیر - ۲۲/۲ دار المعرفۃ، بیروت
- (۳۳) مصنف عبدالرزاق - ۱۳۰/۳ مجلس علمی، کراچی
- (۳۴) المستدرک جلد ۱ - صفحہ ۴۰۳، ۴۰۴ دار الکتاب العربی، بیروت
- (۳۵) اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس حدیث میں عورت کی اذان واقامت کی صراحت ہے اور حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث، جو پہلے مذکور ہو چکی ہے، میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں پر اذان واقامت نہیں ہے۔ تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حضرت اسماء کی حدیث کا انکار علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور فرمایا یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔ امام بخاری، امام نسائی اور امام ابن معین رحمہم اللہ نے اس کی سند میں کلام فرمایا ہے کیونکہ اس کی سند میں حکم بن عبد اللہ موجود ہے جیسا کہ حضرت استاذ العلماء نے تحقیق فرمائی ہے۔ قدیمہ
- (۳۶) البناہ شرح الہدایۃ جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۷، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ
- ★ التعلیق المغنی علی سنن دار قطنی - ۴۰۵/۱ میں ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ

عنه بھی اس کے استحباب کے قائل ہیں نہ معلوم اس کا ماخذ کیا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے۔

هذه الروایات كلها تدل على استحباب امامة المرأة

النساء في الفرائض والنوافل وهذا هو الحق وبه يقول

الشافعي والاوزاعي واحمد وابو حنيفة وجماعة۔

(۳۷) تحفة النبلاء کے مطبوعہ نسخہ میں ابو ثور والنزنی ہے جبکہ البنایہ کے المکتبہ الامداد مکہ مکرمہ کے مطبوعہ نسخہ میں ابو ثور النزنی ہے۔

(۳۸) البنایہ شرح الہدایہ جلد اول، جزو اول صفحہ ۷۲۳

(۳۹) یعنی ہم اتنی عبارات نقل کریں گے جن کے مجموعہ سے کراہت کے تمام دلائل اس طرح واضح ہو جائیں کہ کوئی دلیل ترک ہونے نہ پائے پھر اس کے بعد ہم ان دلائل پر اپنے ہی فقہائے کرام کے تحقیقات درج کریں گے۔ محمد عبدالغفور، قدیمہ

(۴۰) البحر الرائق شرح کنز الدقائق - ۳۷۲/۱ دار المعرفہ بیروت۔

(۴۱) العراۃ عاری کی جمع ہے مراد اس سے ”کپڑوں سے نکلا“ ہے، یعنی جس طرح ننگے افراد کا امام، اگر وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں، ان کے درمیان میں کھڑا ہوتا ہے اسی طرح عورتوں کی امام بھی زیادہ بے پردگی سے بچنے کے لئے ان کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔ محمد عبدالغفور تلمیذ المصنف، قدیمہ

(۴۲) البحر الرائق شرح کنز الدقائق - ۳۷۳/۱ مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

(۴۳) رمز الحقائق شرح کنز الدقائق - ۹۳، ۹۲/۱ مطبوعہ نول کشور

(۴۴) مجمع الانہر شرح ملتقى الأبحر۔

(۴۵) السراج الوہاج

(۴۶) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق - ۱۳۶، ۱۳۵/۱ مطبوعہ مکتبہ امداد، ملتان

(۴۷) رواہ ابو داؤد باسناد صحیح علی شرط مسلم حاشیہ علامہ شبلی علی تبیین الحقائق - ۱۳۵/۱

(۴۸) المجتبى شرح مختصر القدوری

(۴۹) جامع المنہرات شرح مختصر القدوری

(۵۰) انہر الفائق شرح کنز الدقائق

(۵۱) منہج الفقار شرح تنویر الابصار

(۵۲) الہدایہ مع فتح القدر - ۲۳۹/۱ - مکتبہ المشی، بغداد

(۵۳) یعنی عورتوں کی امام جو عورت ہو۔ امام لفظ مذکر اور مونث دونوں پر برابر اطلاق پاتا ہے لہذا اس

پر تائید داخل نہیں ہوتی۔ عبدالغفور قدیمہ

(۵۴) البنایہ شرح الہدایہ علی ہوا مش فتح القدر - ۲۵۰/۱ مطبوعہ مکتبہ المشی، بغداد

اصل عبارت یوں ہے۔

ان امامتھن فی صلوة الجنازة غیر مکروہ وارتکاب احد
المحرمین فیہا موجود۔

نوٹ ۱ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے عبارت کا مفہوم اپنے لفظوں میں درج کیا ہے۔
وضاحت مسئلہ کی خاطر عبارت نقل کر دی گئی ہے۔

(۵۵) الغنایہ حاشیہ الہدایۃ ۲۵۰/۱ کی اصل عبارت یوں ہے۔

ان ترکھن الجماعة انما کان لاجتماع السنة مع
الکراهة فترکت السنة لاجل الکراهة وفي صلوة
الجنازة اجتماع الفرض مع الکراهة فقد ابتلین بترك
الفرض تحریزا عن ارتکاب المکروه او اقامته مع ارتکابه
واقامته مع ارتکابه اولی وانما قلنا ذلك لانھن ان صلین
جماعة وقامت الامامة وسطھن اقمین فرضا لكون الصلوة
فرضا على الكل وارتکسن مکروها وان صلین فرادی
ترکبن المکروه لکن على وجه یودی الى فوات الصلوة
عن بعضھن لان الفرض یسقط باداء الواحدة وقد یتفق
فراغ واحدة قبل الباقيات فتكون الصلاة من الباقيات
نفلا والتنفل بصلاته الجنازة غیر مشروع۔

نوٹ : مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اس کا خلاصہ اپنے لفظوں میں ذکر
فرمایا اہل علم کی سہولت بنہ نیز مزید وضاحت کے لئے پوری عبارت حاشیہ میں درج کر دی گئی۔

(۵۶) فتح القدیر للامام کمال الدین ابن ہمام ۲۲۹/۱ مطبوعہ مکتبہ المشنی، بغداد

(۵۷) البحر الرائق - ۲۷۲/۱ مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت

(۵۸) الخطاوی علی مرقی الفلاح ۱۶۶ مطبوعہ نور محمد، کراچی

(۵۹) رد المحتار علی الدر المختار ۵۶۵/۱ مطبوعہ عمر

(۶۰) الغنایہ شرح الہدایۃ ۲۵۰/۱ مکتبہ المشنی، بغداد

(۶۱) الغنایہ شرح الہدایۃ - ۲۵۰/۱ مکتبہ المشنی، بغداد

(۶۲) البناویہ شرح الہدایۃ - جلد اول جزا اول صفحہ ۷۲۶ مکتبہ المدادیہ، مکہ مکرمہ

(۶۳) النہایہ

(۶۴) شیخ الاسلام حاشیہ شرح الوقایہ

(۶۵) درج بالا علت کی بنا پر امام عورت کا صف سے آگے کھڑا ہونا اگرچہ مکروہ نہیں لیکن اس سے یہ

ثابت تو نہیں ہو تا کہ یہ کسی اور علت کی بناء پر مکروہ نہ ہو۔ اگر یہ امر مکروہ نہ ہو تا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضرور صف سے آگے کھڑی ہوتیں، جو امامت کا عام طریقہ ہے۔

- (۶۶) الہدایۃ مع فتح القدر ۲۳۹/۱ مکتبہ المثنیٰ، بغداد
- (۶۷) البنایہ شرح الہدایۃ، جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۵
- (۶۸) البنایہ شرح الہدایۃ، جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۵
- (۶۹) قوسین کے الفاظ مصنف علیہ الرحمۃ نے درج نہیں کئے۔
- (۷۰) البنایہ شرح الہدایۃ، جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۵
- (۷۱) الہدایۃ مع فتح القدر ۲۵۱/۱، ۲۵۲ مکتبہ المثنیٰ، بغداد
- (۷۲) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علقمہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز ادا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان کھڑے ہوئے۔ قدیمہ
- (۷۳) کتاب کے متن میں والا افضل ہو التوسط ہے جو کہ غلط ہے درست والا افضل ہوا تقدم ہے اور اس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔
- (۷۴) اس عدم جواز سے مراد حرمت ہو سکتی ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا درمیان صف کھڑا ہونا خالی از علت نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے یہ عمل ضرور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک سے کیا ہو گا۔ مستورات کی امام کا صف سے آگے کھڑا ہونا کم از کم ان دو امامات المؤمنین کے عمل کے خلاف ہے جس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

- (۷۵) غایۃ البیان
- (۷۶) قوسین میں درج عبارت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار کی خاطر درج کتاب نہیں فرمائی۔
- (۷۷) قوسین میں درج عبارت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار کی خاطر درج کتاب نہیں فرمائی۔
- (۷۸) البنایہ للعینی جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۴ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ
- (۷۹) الدرایہ حاشیۃ الہدایۃ
- (۸۰) المجتبى
- (۸۱) البنایہ شرح الہدایۃ جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۷ مطبوعہ المکتبۃ الامدادیہ، مکہ مکرمہ
- (۸۲) موارد اللہمان للشیخ ص ۳۲۶، ۳۲۷ — شرح النہ للبقوی ۳/۳۳۸ — موسوعہ اطراف الحدیث
- (۸۳) سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب نمبر ۵۳ — الترغیب والترہیب ۲۲۶/۱ — شرح النہ للبقوی ۳/۳۲۱ — مشکوٰۃ المصابیح حدیث ۱۰۶۲ — السیاحۃ الصحیحۃ للالبانی ۱۳۹۶ موسوعہ

(۸۴)

(۸۵)

(۸۶)

حضرت بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہاں وہم ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں تعلیل کے ساتھ نص کو باطل کرنا پایا جاتا ہے حالانکہ احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ ہے اسے تو علم تھا جو عورتیں نئی اختراع کریں گی اس صورت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارشاد کے درست ہونے کی کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی۔ اس وہم کا دفعیہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ عورتوں کے مسجدوں کی طرف جانے اور ان کو منع نہ فرمانے کا جو حکم الہی جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے تھا وہ فتنہ کے عدم احتمال کے وقت تک تھا جب عدم احتمال فتنہ مستفی ہوا (یعنی فتنہ کا احتمال پیدا ہو گیا وہ اجازت کا حکم بھی مستفی ہو گیا۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقصود یہ ہے کہ اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانہ اقدس میں، جو فتنوں سے مامون زمانہ تھا، وہ نئی اختراعیں ملاحظہ فرمالتے جو اس زمانہ میں عورتوں نے اختیار کر رکھی ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ضرور انہیں باہر جانے سے روک دیتے اور ہرگز اجازت مرحمت نہ فرماتے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نئی نئی اختراعات کے وقوع کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے سے تعبیر فرمایا جس طرح کہ اللہ رب العزت نے وقوع جہاد کو عدم علم سے تعبیر فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ولمنا يعلم اللہ الذین جاہدوا منکم

مفہوم یہ ہے کہ ابھی تک تم میں سے بعض نے جہاد نہیں کیا۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلواتہم۔ محمد عبدالغفار رمضان پوری، قدس سرہ

(۸۷) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۱۳۵/۱ اصل عبارت یوں ہے لم یشرع فی حقہن الجماعة اصلاً ولهذا لم یشرع لهن الاذان وهو دعاء الى الجماعة ولو لا كراهية جماعتهم لشرع

(۸۸) الدرایہ شرح البدایہ

(۸۹) المستدرک ۲۰۳/۲۰۴ دار الکتب العربی، بیروت

★ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اذان واقامت کہنا اس زمانہ میں تھا جب مستورات کے لئے حجاب کا حکم نہ تھا کیونکہ حکم حجاب کے بعد ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔

(۹۰) البنایہ شرح البدایہ جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۷ مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ

(۹۱) الام۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے اپنے مذہب کے مطابق مسائل بیان فرمائے ہیں۔ مولوی عبدالغفور، قدس سرہ

- (۹۲) البنایہ شرح الہدایہ جلد اول جزو اول صفحہ ۵۵۷، ۵۵۸ - مختصراً مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ
- (۹۳) الداریہ شرح الہدایہ
- (۹۴) البحر الرائق شرح کنز الدقائق - ۳۷۳/۱ مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت
- (۹۵) الہدایہ مع فتح القدر ۲۳۹/۱ مطبوعہ مکتبہ المشی، بغداد
- (۹۶) المجتبى
- (۹۷) جامع المفهرات
- (۹۸) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۱۳۶/۱ مکتبہ امدادیہ، ملتان
- (۹۹) الہدایہ مع فتح القدر ۲۳۹/۱ مکتبہ المشی، بغداد
- (۱۰۰) السروجی شرح الہدایہ
- (۱۰۱) فتح القدر شرح الہدایہ ۲۵۰/۱ مکتبہ المشی، بغداد
- (۱۰۲) العنایہ شرح الہدایہ علی هامش فتح القدر ۲۵۰/۱ مکتبہ المشی، بغداد
- (۱۰۳) البنایہ شرح الہدایہ جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۶ مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ
- (۱۰۴) چنانچہ مسلم الثبوت صفحہ ۲۲ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۸۹۹ء میں ہے۔

اذا نسخ الوجوب بقى الجواز خلافا للغزالي لان الوجوب يتضمن الجواز والناسخ لا ينافيه فبقى الجواز على ما كان (ترجمہ : جب کسی فعل کا وجوب منسوخ ہو جائے تو اس کا جواز باقی رہتا ہے اس مسئلہ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اختلاف فرماتے ہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ وجوب جواز کو تقضی نہیں ہوتا ہے اور ناسخ جواز کے منافی نہیں ہے لہذا بعد از نسخ جواز اپنی پہلی حالت پر باقی رہے گا۔)

- (۱۰۵) العنایہ شرح الہدایہ علی هامش فتح القدر ۲۵۰/۱ مکتبہ المشی، بغداد
- ★ یہ بھی محل نظر ہے کیونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نیت کے نسخ سے اس کے ضمن میں موجود جواز منسوخ نہیں ہوتا بلکہ وہ باقی رہتا ہے۔

- (۱۰۶) البنایہ شرح الہدایہ جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۶ مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ
- (۱۰۷) فتح القدر ۲۵۰/۱ مکتبہ المشی، بغداد
- (۱۰۸) المستدرک للحاکم دار الکتاب العربی بیروت
- (۱۰۹) (۱) کتاب الآثار دار التصفیٰ جامعہ علوم اسلامیہ کراچی
- (۱۱۰) فتح القدر ۲۵۰/۱ مکتبہ المشی، بغداد
- (۱۱۱) فتح القدر ۲۵۱، ۲۵۰/۱ مکتبہ المشی، بغداد
- (۱۱۲) حضرت بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے رسائل الارکان میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے ان کے الفاظ

یہ ہیں۔

وعلى هذا فدعوى الكراهة مشكلة لا بد لها من دليل
وميل الشيخ ابن همام الى عدم الكراهة (رسائل الاركان
صفحة)

(ترجمہ : اس بناء پر کراہت کا دعویٰ کرنا مشکل ہے کیونکہ اس کے لئے دلیل کی
ضرورت ہے۔ شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا میلان بھی عدم کراہت کی جانب ہے۔)
فتح الودود حاشیہ سنن ابی داؤد میں حدیث ام ورقہ کے تحت ہے۔

هذا الحديث يدل على جواز امامة المرأة النساء ومن
يقول بكراهة جماعتهم يحمل الحديث على النسخ
لكن ابن الهمام وغيره ينكرون تحقق النسخ

(ترجمہ : یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ عورت کے لئے مستورات کی امامت کرنا جائز
ہے اور جو علماء ان کی جماعت کو مکروہ قرار دیتے ہیں وہ اس حدیث کو نسخ پر محمول
کرتے ہیں لیکن امام ابن ہمام اور دوسرے علماء نسخ کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں۔ میں
کتا ہوں یہی حق ہے اور حق ہی اتباع کے لائق ہے جیسا کہ حضرت استاد علامہ مدظلہ
نے تحقیق فرمائی ہے۔ اسے نظر انصاف سے دیکھو متعصب اور کج رو نہ ہو۔ محمد
عبد الغفور تلمیذ مصنف، قدیر۔)

(۱۱۳) کتاب الآثار صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴ دار التعمیفات جامعہ علوم اسلامیہ، کراچی

(۱۱۴) طبقات فقہاء میں ہے چوتھا طبقہ اصحاب تخریج فقہائے عظام کا ہے۔ امام ابو بکر جمہاں رازی

رحمۃ اللہ علیہ، امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام دیوبند رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم القدر فقہا شامل
ہیں جن میں سے بعض نے کراہت تحریمی کا حکم لگایا لطف کی بات ہے کہ تیسرے طبقہ کے ایک
فقہ امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں اس حکم کی علت پر تنقید فرمائی ہے۔

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ طبقہ ثالثہ کے فرد ہیں حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو۔ ادب المفتی مولف
مفتی محمد عصیم الاحسان صفحہ ۱۱

(۱۱۵) الشامل

(۱۱۶) جامع المفہرات

(۱۱۷) مواہب الرحمن شرح منظور ابن وہبان

(۱۱۸) فتح القدیر شرح الہدایۃ ۱/ ۱۷۵ مکتبۃ المثنیٰ، بغداد

(۱۱۹) صاحب فتح القدیر نے دوسرے مقام پر اس کے منسوخ ہونے کے قول کو ضعیف قرار دیا ہے نیز

فرمایا ہے کہ جماعت نساء کی نیت کے منسوخ ہونے سے کراہت تحریمی کا ثبوت لازم نہیں آتا۔

یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم کو حق کا اتباع کرنا چاہئے وہ جہاں بھی ہو۔ ملاحظہ ہو فتح القدر ۲۵۱/۱۔

(۱۲۰) الہدایۃ مع فتح القدر ۲۳۹/۱ مکتبہ المشنی، بغداد

(۱۲۱) فتح القدر شرح الہدایۃ ۲۳۹/۱ مکتبہ المشنی، بغداد

(۱۲۲) برجندی شرح النقایہ

(۱۲۳) منہ الغفار شرح تہذیب الابصار

(۱۲۴) النہر الفائق شرح کنز الدقائق

(۱۲۵) الدر المختار مع رد المحتار ۵۶۵/۱ مطبع مصطفیٰ البابی مصر

(۱۲۶) السراج الوہاج

(۱۲۷) رد المحتار شرح الدر المختار ۵۶۵/۱ مطبع مصطفیٰ البابی مصر

(۱۲۸) الاشباہ والنظائر مع المحموی

(۱۲۹) الدر المختار مع رد المحتار ۵۶۶/۱ میں یوں ہے الا الخنثی فی تقدّمہن اور رد المحتار میں یوں

ہے اذلولی وسطہن فسدت صلواتہن بمحاذاتہن لہ علی تقدیر ذکر تہ
خ ای وتفسد صلواتہن ایضا۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے عبارت کا مفہوم اپنے الفاظ میں
درج کیا تھا۔

(۱۳۰) الذخائر الاشرافیۃ فی الالغاز الحنفیۃ

(۱۳۱) الہدایۃ مع فتح القدر ۲۵۳/۱ مکتبہ المشنی، بغداد

(۱۳۲) البناتۃ شرح الہدایۃ جلد اول جزا اول صفحہ ۷۳۰ مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ

(۱۳۳) فتح القدر شرح الہدایۃ ۲۵۵/۱ مکتبہ المشنی، بغداد

(۱۳۴) صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انہ من المشائیر۔ ہدایہ مع فتح القدر ۲۵۵/۱ مکتبہ المشنی،
بغداد

(۱۳۵) البحر الرائق شرح کنز الدقائق - ۳۷۳/۱ دار المعرفۃ، بیروت۔ اس کے الفاظ یوں ہیں۔

وکذلک یکرہ ان یوم النساء فی بیت لیس منعہن رجل ولا محرم منہ مثل
زوجتہ وامتہ واختہ فان کانت واحدة عنہن فلا یکرہ وکذلک اذا امہن فی
المسجد لا یکرہ۔

(۱۳۶) النہر الفائق شرح کنز الدقائق

